جلد ۹ | ۲۹ ر تبوک ۱۳۳۹ھ ش ۔ ۷ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ ۔ ۲۹ ستمبر ۱۹۶۰ء | نمبر ۳۹

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۴ ستمبر (بوقت ۱۰ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ

کل دوپہر حضور کو اعصابی بے چینی کی تکلیف رہی اس وقت طبیعت اچھی ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ اور سایہ کو تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

لاہور ۲۴ ستمبر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طرف سے اخبار الفضل میں شائع کردہ ایک نوٹ مظہر ہے کہ چالیس دن ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد حضرت سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ ہسپتال سے فارغ ہو کر صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کے مکان پر آگئی ہیں موصوفہ کی کامل صحت کے لئے احباب دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۲۷ ستمبر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال للہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

کانگو (افریقہ) کے وزیر اعظم مسٹر لومبا اور دیگر وزراء کو تبلیغ اسلام

احمدیہ مشن لائبیریا کی طرف سے انہیں انگریزی قرآن کریم لائف آف محمدؐ اور دیگر اہم اسلامی کتب کی پیشکش

از محترم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری انچارج لائبیریا مشن

ماہ اگست کے پہلے ہفتے میں جمہوریت لائبیریا کے پریذیڈنٹ ڈاکٹر ٹب مین کی دعوت پر کانگو کی نئی جمہوریت کے لیڈر اور پہلے وزیر اعظم آنریبل لومبا اپنے بعض وزراء اور ۲۰ افراد پر مشتمل وفد کے ساتھ لائبیریا کے خیر سگالی دورے پر یہاں تشریف لائے۔

منرو ویا کے ہوائی اڈے پر آپ کا حکومت لائبیریا کی طرف سے نہایت شاندار استقبال کیا گیا اور پریذیڈنٹ ولیم ٹب مین اور گورنمنٹ کے سب وزراء سیکرٹریان اور دیگر سرکردہ لوگوں کے علاوہ سارے ملک کے ۱۵۰ پیرا ماؤنٹ چیفوں اور فوجی دستوں نے بھی انہیں خوش آمدید کہا اور سلامی دی اور ان کا ہوائی جہاز اترتے ہی ۲۱ توپوں کی سلامی وغیرہ بھی دی گئی۔

اس کے علاوہ ان کے دوران قیام میں متعدد ڈانسنگ دعوتوں جلسوں اور جلوسوں کے ذریعہ ان کی نہایت اعلیٰ پیمانے پر عزت افزائی کی گئی اور شہر میں متواتر تین دن ہر اہم جگہ پر لائبیریا اور کانگو کے رنگین جھنڈے لہراتے رہے اور ہزاروں جھنڈیاں بذریعہ ہوائی جہاز شہر پر گرائی گئیں۔

اس موقعہ پر جماعت احمدیہ کی طرف سے آنریبل لومبا کو انگریزی قرآن کریم۔ لائف آف محمدؐ اور فرنچ اور انگریزی زبان میں چند اہم اسلامی کتب پیش کی گئیں۔ نیز ان کے رفقاء میں سے بھی چند اہم افراد کو فرنچ اور انگریزی میں لٹریچر پیش کیا گیا جو کہ آنریبل لومبا اور رفقاء نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔ اور ان کے سیکرٹری نے سب کی طرف سے شکریہ ادا کیا اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مطالعہ کرنے کا وعدہ کیا۔

اس لٹریچر کے ساتھ آنریبل لومبا کو ایک خاص میمورنڈم یا ایڈریس بھی دستی طور پر پیش کیا گیا جس کی ٹائپ شدہ کاپیاں آپ کے رفقاء اور بعض اہم شخصیتوں کو بھی دی گئیں۔ اس ایڈریس میں آپ کو جماعت احمدیہ کی طرف سے خوش آمدید کہنے کے علاوہ کانگو کی حالیہ مکمل آزادی پر مبارکباد پیش کی گئی۔ اور قرآن کریم اور دیگر کتب کا بغور مطالعہ کرنے کی درخواست اور اسلام قبول کرنے کی تلقین کی گئی تھی۔

ایڈریس کا مختصر ترجمہ بغرض افادہ عام درج کیا جاتا ہے

احمدیہ مشن منرو ویا لائبیریا۔
۸ راگست ۱۹۶۰ء

بخدمت آنریبل پیٹرک لومبا وزیر اعظم کانگو

جناب عالی! آپ پر سلامتی ہو۔

ہم ممبران جماعت احمدیہ لائبیریا آپ کو نئی جمہوریت کانگو کے پہلے وزیر اعظم کی حیثیت سے پہلی مرتبہ سرکاری طور پر لائبیریا تشریف لانے کی مبارک تقریب پر خلوص دل سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ نیز آپ کے محبوب ملک کانگو کی حالیہ مکمل آزادی کے حصول پر آپ کو اور آپ کے جملہ شہران کارکو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اور آپ کے ملک و قوم کی ہر لحاظ سے صحیح راہ نمائی فرمائے تمام سیاسی ثقافتی اور اخلاقی و روحانی معاملات میں وہ آپ کے لئے مشعل راہ ثابت ہو اور مدد فرمائے تاکہ آپ اپنے ملک میں بغیر مزید فساد اور کشت و خون کے دائمی امن و سلامتی قائم کر سکیں۔ اور اپنے ہم وطنوں میں اخوت و حب الوطنی مکمل اتحاد یگانگت حقیقی قدر اور باہمی عزت کے جذبات صحیح پیدا کرتے ہوئے انہیں ترقی اور خوشحالی کی شاہراہ پر گامزن کر سکیں۔

جماعت احمدیہ

شاید آپ پہلے ہی اس امر سے آشنا ہوں گے کہ جماعت احمدیہ مسلمانوں کی ایک نہایت اہم تبلیغی اور اصلاحی جماعت ہے۔ جسے تبلیغی لحاظ سے بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے۔ اس جماعت کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ۱۸۸۹ء میں قادیان ہندوستان میں رکھی تھی۔ آپ نے دنیا کے لئے اس زمانہ کا مصلح اور روحانی راہ نما ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے۔

جہاں تک اس عالمگیر موعود کی بعثت کی علامات و دلائل کا تعلق ہے ایسے تمام دنیا کی قومیں اور مذاہب کسی نہ کسی رنگ میں انتظار کر رہی ہیں۔ انصاف اور خدا ترسی سے غور کرنے والوں پر یہ امر روز روشن کی طرح ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت احمد علیہ السلام کی بعثت بعینہٖ ان الٰہی نوشتوں اور پیشگوئیوں کے مطابق ہوئی ہے جو کہ اس بارے میں قرآن کریم، احادیث میں موجود ہیں اور جن کا مختلف رنگ میں دیگر مذاہب کی مقدس کتابوں میں بھی ذکر موجود ہے۔ اس لحاظ سے حضرت احمد علیہ السلام کسی ایک قوم یا ملک کے مذہبی راہ نما ہو کر نہیں آئے بلکہ آپ تمام اقوام عالم کے موعود ہیں۔ اور آپ کی آمد کا مقصد تمام دنیا میں عظیم الشان روحانی تغیر و انقلاب پیدا کرنا ہے۔ تاکہ دنیا کے وہ لوگ جو نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ سے بالکل منہ موڑ چکے ہیں۔ کفر و الحاد اور مادیت کے پنجے چھڑا کر دوبارہ آستانہ الوہیت پر لایا جائے اور اس موجودہ دنیا کو شیطان اور مادہ پرستی کے چنگل سے نجات دلا کر امن کی جگہ امن و سلامتی باہمی انسانی ہمدردی و مساوات اور خدا پرستی کی دنیا سے بدل دیا جائے اور یہ تحریک اب اللہ تعالیٰ کی مشیت اور حتمی فیصلہ ہے۔ اس لئے ہم یقین رکھتے ہیں کہ اب اسلام اور جماعت احمدیہ کے ذریعہ دنیا میں یہ عظیم الشان انقلاب خدا کے فضل و رحم اور اس کے فضل سے برپا ہو کر رہے گا ولا تبدیل لکلمات اللہ تعالیٰ العظیم۔

پس خدا تعالیٰ کے اس ارادے اور مشیت کے پیش نظر حضرت احمد علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت احمدیہ آج اسلام کی صحیح نمائندگی کرتی اور ایسے معقول اور واضح طریق پر اسلام کی مقدس تعلیم کی دنیا میں اشاعت و تبلیغ کر رہی ہے جو کہ اس زمانہ کے متغیر اور متمدن حالات کے بالکل موافق ہے۔ پس اگر آپ اسلام کی تعلیم کو احمدیت کے نقطہ نظر سے دیکھیں گے تو آپ پر یقینی طور پر یہ امر ظاہر ہو جائے گا کہ اسلام کے سنہری اصول و تعلیم یقیناً دوسرے مذاہب سے افضل و برتر ہے جن پر عمل کر کے آج دنیا کی قومیں اپنے سب تری مسائل حل کر سکتی ہیں۔ اور دنیا میں ہر طرف امن و صلح اور محبت و مساوات کا دور دورہ ہو سکتا ہے

بیش قیمت آسمانی تحفے

بالآخر ہم بادب آپ کی خدمت میں اسلام کی مقدس روحانی کتاب قرآن کریم انگریزی کا ایک نسخہ اور سیرت حضرت بانیٔ اسلام سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامی اصول کی فلاسفی اور مذہب اسلام پر انگریزی اور فرنچ زبان میں چند ایک ضروری و قیمتی کتب

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر و پرنٹر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

مختلف مقامات میں جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد

جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد

مقامی حالات کے پیش نظر ۵ ستمبر کی بجائے مورخہ ۱۱ ستمبر سنہ ۱۹۶۰ء کو جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔ جلسہ سے دو روز قبل سارے شہر میں پوسٹر چسپاں کئے گئے اور مقامی اخبارات میں دو روز مسلسل جلسہ سے متعلق اعلانات شائع کئے گئے۔ تنگی وقت کے باعث غیر مسلم مقررین سے رابطہ کرنے کے لئے بہت زیادہ تگ و دو کرنی پڑی۔

بہرحال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جلسہ کی کارروائی مقررہ وقت پر ٹھیک ۷ بجے مکرم محمد عبد اللہ صاحب بی ایس سی کی تلاوت سے شروع ہوئی۔ تلاوت کے بعد مکرم محمد عبد القیوم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم "وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا" خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد خاکسار نے تقریر استقبالیہ کے عنوان سے تیار کیا ہوا ایک مضمون پڑھ کر سنایا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے چند روح پرور واقعات بیان کرتے ہوئے آپ کا وہ خطبہ جو آپ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا تھا۔ عورتوں اور کمزوروں کے حقوق کی حفاظت اور بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی سے متعلق آپ کے ارشادات اختصار کے ساتھ سنائے۔ اپنے مضمون کے آخر میں خاکسار نے عرض کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کرنے کے لئے ہر سال دنیا کے ہر خطہ اور ملک میں اس قسم کے جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ ان کا اصل مقصد یہ ہے کہ ہم آپ کی سیرت طیبہ کو سامنے رکھ کر اپنا محاسبہ کریں اور اپنے عمل سے اپنے کردار سے اور اپنے اخلاق سے یہ ثابت کریں کہ واقعی ہم آپ کی امت میں شامل ہیں۔

خاکسار کے بعد مکرم محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی نے "محسن اعظم" کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بنی نوع انسان پر جو احسانات ہیں ان کے منجملہ سات احسانات پر آپ نے تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے کہا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نوع انسان کو خدائے واحد کی پرستش سے روشناس کرایا۔ مذہب کو خدا تعالیٰ کا کلام اور سائنس کو خدا تعالیٰ کا فعل پیش کیا۔ ہر مذہب کے پیشوا کا احترام ضروری قرار دیا۔ علم کو کسی حد پر محدود نہیں فرمایا۔ بابو کو حرام قرار دیا۔ خدا تعالیٰ نے ہر شخص کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ اور بقدر ظرف قبول فرماتا ہے بنی نوع انسان میں مساوات قائم فرمائی بڑا اسی کو قرار دیا جو متقی ہے۔ کسی مذہب کو برا نہ کہو امن قائم رہے گا۔

مکرم کریم اللہ صاحب ایڈیٹر "آزاد نوجوان" مدراس جو اتفاق سے حیدرآباد آئے ہوئے تھے عین جلسہ شروع ہونے سے قبل احمدیہ جوبلی ہال تشریف لائے۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے موصوف کو "نبیوں کا سردار" کے عنوان پر تقریر کی درخواست کی گئی۔ جس کو انہوں نے بخوشی منظور کر لیا۔ چنانچہ مکرم محمد عبد اللہ صاحب کی تقریر کے بعد موصوف کی تقریر ہوئی۔ آپ نے کہا کہ رسول اللہ کا اسوۂ حسنہ یہ ہے کہ آپ کی پیروی سے صدیق شہید۔ صالح اور نبی کے درجوں تک انسان پہنچ سکتا ہے۔ آپ کو نبیوں کا سردار کہہ کر بھی یہ نعمتیں آپ کی پیروی میں نہ ملیں تو پھر؟

اس کے بعد بابا سیوا داس جی نے جو فلسفہ حسینی علم کے جھنڈے میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ محمد صلعم نے سب سے پہلے ایک خدا پر ایمان لانے کی تعلیم دی بت پرستی سے انہوں نے منع فرمایا۔ آدھ گھنٹہ تک آپ نے نہایت سلجھے ہوئے پیرایہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خراج عقیدت پیش کیا۔

آخر میں مولوی حکیم محمد دین صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانی پر تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ آپ کا کام آپ کی زندگی کے ساتھ ختم نہیں ہوا۔ بلکہ آپ کے روحانی افاضہ کی بدولت صحابہ رضی نے اس رنگ میں حضور سے تربیت پائی کہ وہ حضور کے بہترین جانشین ثابت ہوئے۔ اور بتایا کہ آپ کے افاضہ کا یہ تسلسل خلافت راشدہ سے لے کر اس دور تک بخوبی جاری و ساری ہے اور اس زمانہ میں تو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو امتی نبی بنا کر آپ کے افاضہ کے کمال کو ثابت فرمایا ہے۔ اس طرح آپ کی امت میں قیامت تک آپ کے روحانی فیضان کا سلسلہ جاری رہے گا۔ مبارک وہ جو اس زمانہ میں اس فیضان محمدی کی برکات سے متمتع ہونے کی سعادت حاصل کرے۔ جو احمدیت کے ذریعہ دنیا کے لئے خدا تعالیٰ نے جاری فرمائی ہے۔

مولوی صاحب کی تقریر کے بعد محترم صدر سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب نے سامعین سے اپیل کی کہ مقررین کی تقاریر سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے متعلق جو معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں ان کو اپنانے کی کوشش کریں۔ اور یہ عہد کر کے یہاں سے اٹھیں کہ ہم آج ہی سے ان پر عمل پیرا ہوں گے۔ پھر مکرم محمد عبد اللہ صاحب نے مقررین و سامعین کا شکریہ ادا کیا۔ اور دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

خاکسار محمد صادق قائد مجلس خدام الاحمدیہ
حیدرآباد

امروہہ

امروہہ ۱۲ ستمبر آج بعد نماز عشاء مقامی احمدیہ جماعت کی طرف سے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک جلسہ ساڑھے ۹ بجے شب تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوا۔ بعدہ ایک عزیز از جماعت دوست مکرم ماسٹر خلیل احمد صاحب نے نعتیہ کلام سنایا۔

خاکسار نے افتتاحی تقریر میں جلسہ کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔ اور حاضرین سے درخواست کی کہ دوران تقریر جب بھی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی آئے۔ تو سب دوست درود شریف پڑھیں۔ اس طرح دیگر نعتیہ کلام کے بعد الحاج مولانا محمد سلیم صاحب فاضل جو حسن اتفاق سے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے کا سیرت طیبہ پر فاضلانہ لیکچر ہوا۔ فاضل مقرر نے نہایت ہی عمدہ پیرایہ میں عام فہم شگفتہ زبان سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کو دلکش آواز دلآویز رنگ میں بیان فرمایا۔ آپ کا طرز بیان کچھ اس قسم کا پُر اثر تھا کہ گویا موتیوں کی مالا میں ہر موتی موقع پر پرو دیا گیا ہو۔

آپ نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں مخلوق الٰہی کی محبت ہمدردی۔ خدمت بنی نوع انسان کا جذبہ اس قدر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا کہ آپ اس کے بجالانے میں اپنی جان کی بھی پرواہ نہ فرماتے تھے۔ چنانچہ اپنی بعثت سے قبل ہی مکہ میں ایک ایسی انجمن کے آپ ممبر تھے جو مظلوموں کی دادرسی کے لئے قائم ہوئی تھی۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے عظیم الشان پیغام دے کر اصلاح خلق کے لئے مبعوث فرمایا۔ اہل مکہ دشمن ہو گئے اور سب کا سرغنہ ابو جہل بنا۔ قدرت کی ستم ظریفی دیکھئے کہ اس وقت ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے کہ ابو جہل میرا حق دبائے بیٹھا ہے۔ میں مظلوم ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ یہ جانتے ہوئے کہ ابو جہل میرے خون کا پیاسا ہے آپ اس کے ہمراہ تشریف لے جاتے ہیں اور اس کا حق اُسے دلوا دیتے ہیں۔

قابل احترام مقرر نے سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چیدہ چیدہ واقعات غیب بیان نجران کا مسجد میں آنا۔ واقعۂ طائف۔ صحابہ کرام کی تکالیف۔ کفار مکہ کا تشدد۔ آپ کا رحم کرنا اس انداز سے بیان فرمائے کہ حاضرین محظوظ ہوئے۔ نعتیہ کلام پیش کیا اور اس عاجز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسوہ حسنہ پر تقریر کی۔

اس اثناء میں کچھ دوستوں نے خواہش کی کہ مبلغ احمدیت و مجاہد فلسطین عربی میں تقریر فرمائیں۔ حاضرین کی خواہش کے احترام میں موصوف نے عربی میں تقریر فرمائی جس میں آپ نے بیان فرمایا کہ جب میں فلسطین میں تھا ایک عالم تشریف لائے۔ اور کہنے لگے کہ استاذ کیا آپ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے؟

مولانا نے فرمایا کہ میں نے ان کو جواب دیا کہ میں تو نہیں کہتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے۔

اس پر وہ عالم بولا کہ پھر اس کی قبر کہاں ہے؟ جواب دیا حضرت نوحؑ کی دائیں جانب۔ وہ بولے کہ حضرت نوحؑ کی قبر کہاں ہے؟ میں نے جواب دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے بائیں جانب۔ اس پر وہ عالم بڑا سٹپٹایا کہ اب کیا کروں۔ تب میں نے اس کو کہا کہ بہت سے انبیاء علیہم السلام ہیں جن کی قبور کا علم نہیں تو کیا قبور کے متعلق عدم علم کے باعث ان کو زندہ آسمان پر مان لیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ماسوا اس کے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر تو ملک ہند میں کشمیر کے اندر ایک شہر سرینگر ہے اس کے محلہ خانیار میں موجود ہے اس طرح پر آپ کی بہرہ تقاریر بفضلہ تعالیٰ نہایت کامیاب رہی۔

بفضلہ تعالیٰ پبلک پر اچھا اثر ہوا۔ جلسہ کے جملہ انتظامات نہایت تسلی بخش تھے۔ مقامی جماعت کے احباب نے اخلاص رغبت کے ساتھ تعاون کیا۔ اور سبھی گہرے شکریہ کے مستحق ہیں۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء

خاکسار
منظور احمد مبلغ امروہہ

کیرنگ اڑیسہ میں جلسہ سیرت النبی صلعم

کیرنگ ۱۱ ستمبر۔ بعد نماز مغرب ناصر کی صدارت میں جلسہ سیرت النبی ربانی منایا

خطبہ جمعہ

اسلام کے نزدیک کوئی دن بھی منحوس نہیں سارے کے سارے دن ہی بابرکت اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے مظہر ہیں

ہر چیز کا اچھا پہلو دیکھنے کی کوشش کرو اور توہمات میں مبتلا ہو کر اپنی طاقتوں کو ضائع مت کرو!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲ رجولائی ۱۹۵۴ء بمقام کراچی

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

ہمارا اس سفر کا یہ آخری جمعہ ہے

ہمارا ارادہ ہے

کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اسی ہفتہ کے اندر منگل کے بعد جو رات آتی ہے اور دس بجے شب کے قریب یہاں سے گاڑی چلتی ہے۔ اس میں ہم ناصر آباد جائیں۔ اس ذکر کے ساتھ ہی ایک اور بات کے اظہار کا بھی مجھے خیال آگیا اور وہ یہ کہ موٹر میں بیٹھے ہوئے کراچی کے ایک مقامی دوست جو ہمارے ساتھ سوار تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپ منگل کو سفر کر رہے ہیں اور گو انہوں نے لفظ تو نہیں بولے مگر ان کا مطلب یہی تھا کہ منگل کو سفر کرنا اچھا نہیں ہوتا میں نے کہا اول تو یہ بات غلط ہے کہ ہم منگل کو سفر کر رہے ہیں۔ انگریزی رواج کے مطابق بے شک رات کے بارہ بجے سے دوسری رات کے بارہ بجے تک دن چلتا ہے۔ لیکن اسلامی دن ایک شام سے دوسری شام تک ختم ہو جاتا ہے کیونکہ اس کا چاند پر انحصار ہوتا ہے۔ اور چاند دوسرے دن شام کو نیا نکلتا ہے اس لئے گو ہم منگل کے بعد کی رات کو جا رہے ہیں۔ لیکن ہم منگل کو نہیں بلکہ بدھ کو جا رہے ہیں پھر میں نے کہا کہ یہ وہم کر لینا کہ

فلاں دن منحوس ہے

اور فلاں دن غیر منحوس یہ تو بڑی خرابی پیدا کرنے والا ہے اس پر انہوں نے کہا کہ آپ ہی نے تو کسی تقریر میں کہا تھا کہ منگل کے دن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شاید کوئی الہام ہوا تھا یا کوئی اور وجہ تھی کہ آپ اسے ناپسند فرمایا کرتے تھے۔ میں نے کہا میں نے تو صرف ایک کی تشریح کی تھی یہ تو نہیں کہا تھا کہ منگل کا دن منحوس ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ایک ایسی روایت منسوب کی جاتی ہے۔ اس لئے میں نے بتایا تھا کہ اگر اس روایت کو درست تسلیم کیا جائے تو شاید منگل کے دن سے آپ کو اس لئے تخویف کرائی گئی ہو کہ آپ کی وفات منگل کے دن ہونے والی تھی مگر بعض لوگوں نے اس مخصوص بات کو جو محض آپ کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی وسیع کر کے اسے ایک قاعدہ بنا لیا اور منگل کی نحوست کے قائل ہو گئے۔ حالانکہ جو چیز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو منحوس قرار دینا

یہ بڑی بھاری نادانی ہوتی ہے

اگر منگل کا دن منحوس ہوتا تو خدا تعالیٰ کو کہنا چاہئے تھا کہ اور تو سب دنوں میری صفات کام کرتی ہیں۔ لیکن منگل کا دن چونکہ منحوس ہے اس لئے اس میں میری صفات کام نہیں کرتیں اور اگر خدا تعالیٰ نے کسی دن کی نحوست محسوس نہیں کی تو ہم کیوں کریں یہ ایسی باتیں ہیں جن سے وہم بڑھتا ہے۔ اور زندہ قوموں کے فرض ہوتا ہے کہ وہ اس قسم کے وہموں میں مبتلا ہونے سے اپنے آپ کو بچائیں۔ ان وہموں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جس کسی کو کوئی خاص نقصان کسی دن میں پہونچ جاتا ہے۔ وہ اس دن کو منحوس قرار دینے لگ جاتا ہے۔ فرض کرو کسی کو پیر کے دن کوئی شدید نقصان پہونچا ہے تو وہ کہنا شروع کر دے گا کہ

میرا تجربہ یہ ہے

کہ پیر کا دن منحوس ہوتا ہے۔ کسی کو ہفتہ کے دن کوئی حادثہ پیش آیا تو وہ کہنا شروع کر دے گا کہ ہفتہ کا دن منحوس ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی حکومت ہفتہ کے دن شکست کھا جاتی ہے تو اس کے افراد کے ذہنوں پر یہ بات غالب آجائیگی کہ ہفتہ کا دن منحوس ہوتا ہے اور وہ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ دیکھتے نہیں ہم پر ہفتہ کے دن کیسی تباہی آئی تھی اسی طرح ہو سکتا ہے کہ کسی کو جمعرات کے دن کوئی حادثہ پیش آجائے تو وہ جمعرات کو اور کسی کو جمعہ کو منحوس کہنے لگ جائے نتیجہ یہ ہوگا کہ سارے لوگ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہیں گے اور کہیں گے کہ ہم کیا کریں گے۔ ہمارا تو نحوست پیچھا نہیں چھوڑتی دوسری قومیں ترقی کر جائیں گی۔ اگر کوئی کہے کہ دنوں میں اگر کوئی خاص برکت نہیں ہوتی تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری قوم کے لئے جمعرات کے سفر میں برکت رکھی ہے۔ تو اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ وہاں ایک وجہ موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا منشاء

یہ تھا کہ جمعہ کے دن تمام لوگ شہر میں رہیں اور اکٹھے ہو کر نماز ادا کریں تا کہ جب لوگ اکٹھے ہوں تو وہ ایک دوسرے کی مشکلات کا علم حاصل کریں اہم امور میں ایک دوسرے سے مشورہ لیں اپنی ترقی کی تدابیر سوچیں اور یہ چیزیں اتنی اہم ہیں کہ ان کو ترک کر کے کسی کا سفر پر چلے جانا کسی صورت میں درست نہیں ہو سکتا پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہیں سفر پر جانا ہو تو جمعرات کو جاؤ تا کہ جمعہ کسی شہر میں ادا کر سکو۔ اور یہ چیز ایسی ہے جس سے کوئی وہم پیدا نہیں ہوتا۔ محض جمعہ کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہدایت دی ہے کہ اگر چھوٹا سفر ہے تو جمعرات کو کر لیا کرو۔ اور لمبا سفر ہے تو جمعہ کی نماز پڑھ کر کسی اور دن چلے جاؤ۔ پس اس حدیث میں کسی دن کی برکت پر زور نہیں دیا گیا۔ بلکہ جمعہ کی نماز پر زور دیا گیا ہے اور اس میں کیا شبہ ہے کہ جمعہ کی نماز میں سارے شہر کا اکٹھا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ چاہے وہ دس لاکھ کا شہر ہو یا بیس لاکھ کا شہر ہو۔ اگر کوئی ایسا شہر ہے جس کے افراد ایک مقام پر اکٹھے نہیں ہو سکتے تو اسے مختلف حصوں میں بھی تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن

مسئلہ یہی ہوگا

کہ ہر حلقہ کے تمام لوگ اپنے اپنے حلقہ میں نماز جمعہ کے لئے اکٹھے ہوں اور اس میں بہت سے دینی اور دنیوی فوائد ہیں۔ جب لوگ اکٹھے ہوں گے تو لازماً ایک دوسرے سے مشورے کرینگے۔ ایک دوسرے کی ترقی کی تدابیر کریں گے اپنی تنظیم کو زیادہ مؤثر بنائیں گے اپنی اخلاقی اصلاح کے لئے سکیمیں سوچیں گے غرباء کی ترقی کے پروگرام تجویز کریں گے۔ غرض وہ قومی ترقی کے لئے اس اجتماع سے بہت کچھ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ آجکل مسلمانوں میں جمعہ کے اجتماع سے اس رنگ میں فائدہ نہیں اُٹھایا جاتا۔ اپنے اندر ہی دیکھ لو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب خطبہ ہو رہا ہو تو امام کی طرف منہ کر کے بیٹھو اور اس کی باتوں کو توجہ سے سنو۔ مگر بعض لوگ اس وقت امام کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھے ہیں اور پھر ذرا کوئی آہٹ آجائے یا جوتے کے ہلنے سے ہی کھٹکا ہو جائے۔ تو سب اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ تا کہ جوتے کے ہلنے سے جو کھٹکا پیدا ہوا ہے اس کی برکت سے وہ محروم نہ رہیں۔ گویا جمعہ کی جو غرض ہے کہ خطیب کی بات کو توجہ سے سُنا جائے اور اس سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ اس سے بہت کم لوگ حصہ لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہماری جماعت میں بھی یہ کمزوری پائی جاتی ہے اور کئی دفعہ انہیں ٹوکنا پڑتا ہے۔

باقی رہی وہ روایت

جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ اگر وہ درست ہے۔ تو اس نحوست سے مراد صرف یہ نحوست تھی کہ آپ کی وفات منگل کے دن ہونے والی تھی ورنہ جب خدا تعالیٰ نے خود تمام دنوں کو بابرکت کہا ہے۔ اور تمام دنوں میں اپنی صفات کا اظہار کیا ہے تو اس کی موجودگی میں اگر کوئی روایت اس کے خلاف ہمارے سامنے آئے گی تو ہم کہیں گے کہ روایت بیان کرنے والے کو غلطی لگی ہے ہم ایسی روایت کو تسلیم نہیں... ہم کہیں گے کہ ہر انسان کو

بشریت کی وجہ سے

بعض دفعہ کسی بات میں وہم ہو جاتا ہے۔

ممکن ہے کہ ایسا ہی کوئی وہم منگل کی کسی دہشت کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ہوگیا ہو۔ مگر ہم یہ نہیں کہیں گے کہ یہ دن منحوس ہے۔ ہم اس روایت میں یا تو راوی کو جھوٹا کہیں گے اور یا پھر یہ کہیں گے کہ شاید بشریت کے تقاضا کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بارہ میں کوئی وہم ہوگیا ہو۔ ورنہ مسئلہ کے طور پر یہی حقیقت ہے۔ اور یہی بات اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے کہ

سارے کے سارے دن بابرکت

ہوتے ہیں

مگر مسلمانوں نے اپنی بدقسمتی سے ایک ایک کر کے دنوں کو منحوس کہنا شروع کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کامل طور پر نحوست اور ادبار کے نیچے آ گئے۔ ان کی مثال بالکل اس پٹھان کی طرح ہے جس کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ محنت مزدوری کرنے پنجاب میں آیا تو اس نے خیال کیا کہ روٹی تو مشکل ملے گی میں خربوزے ہی خرید لیں۔ ایک زمانہ میں خربوزے بڑے سستے ہوا کرتے تھے۔ میں نے خود پیسے پیسے دو دو پیسے دس (یعنی دس سیر) خربوزے بکتے دیکھے ہیں۔ اس نے چار پانچ سیر خربوزے خرید لئے۔ مگر کہا افغانستان کا سردہ تو نہایت میٹھا اور لذیذ ہوتا ہے اور کہا

پنجاب کا خربوزہ

جو ایک پھیکی سی غذا ہوتی ہے۔ اس نے ایک خربوزہ کھایا تو وہ نہایت پھیکا اور بدمزہ تھا۔ اسے غصہ آیا۔ اس نے سب خربوزوں کو پھینک کر ان پر پیشاب کر دیا۔ دو چار گھنٹے اس نے کوئی کمائی نہ کی۔ پسینہ نکلا۔ اور بھوک لگی۔ تو سوچنے لگا کہ اب کیا کروں میں نے تو سب خربوزوں پر پیشاب کر دیا ہے۔ میں اب کیسے کھاؤں مگر جب بھوک نے زیادہ بے تاب کر دیا تو وہ خربوزوں کے پاس آیا اور ایک خربوزہ اٹھا کر اسے ادھر ادھر سے دیکھ کر کہنے لگا۔ اس پر تو پیشاب نہیں پڑا۔ اور اسے کھا گیا۔ پھر دوبارہ کچھ فرصت ہے۔ تو تھوڑی دیر بعد پھر بھوک لگی۔ اس پر وہ پھر آیا۔ اور ایک دو خربوزے اٹھا کر کہنے لگا کہ ان پر تو پیشاب نہیں پڑا تھا۔ اس طرح آہستہ آہستہ سوائے ایک خربوزے کے باقی سب خربوزے اس نے کھا لئے۔ مگر کچھ دیر کے بعد پھر بھوک نے ستایا۔ آخر وہ پھر اس خربوزہ کے پاس گیا۔ اور سوچ سوچ کر کہنے لگا کہ میں بھی کتنا احمق ہوں۔ جن خربوزوں پر پیشاب پڑا تھا ان کو تو میں نے پہلے کھا لیا اور جس پر پیشاب نہیں پڑا تھا۔ وہ ابھی باقی ہے اور یہ کہتے ہی اس نے یہ خربوزہ بھی کھا لیا۔

یہی لوگوں کی حالت ہے۔ مگر اس نے تو پھر بھی اپنے وہم سے فائدہ اٹھایا اور خربوزے کھا کر اپنی بھوک دور کر لی۔ مگر مسلمان اپنے وہم سے

ہمیشہ نقصان اٹھاتے ہیں

کہتے ہیں ہفتہ پر بھی پیشاب پڑا ہوا ہے اتوار پر بھی پیشاب پڑا ہوا ہے۔ پیر پر بھی پیشاب پڑا ہوا ہے۔ منگل پر بھی پیشاب پڑا ہوا ہے بدھ پر بھی پیشاب پڑا ہوا ہے جمعرات پر بھی پیشاب پڑا ہوا ہے۔ جمعہ پر بھی پیشاب پڑا ہوا ہے اور پھر چادر کپڑ چادر اوڑھ کر سو گئے۔ اب ساری

تعضاویات میں ترقی

کر رہی ہے سیاسیات میں ترقی کر رہی ہے۔ اخلاقیات میں ترقی کر رہی ہے سائنس میں ترقی کر رہی ہے علوم و فنون میں ترقی کر رہی ہے۔ ایجادات میں ترقی کر رہی ہے۔ اور مسلمان بڑے آرام سے سو رہا ہے۔ اور کہتا ہے ہفتہ میں بھی نحوست ہے اتوار میں بھی نحوست ہے پیر میں بھی نحوست ہے۔ منگل میں بھی نحوست ہے۔ بدھ میں بھی نحوست ہے۔ اگر اسی طرح سب قومیں وہم میں مبتلا ہو جائیں تو دنیا برباد ہو جائے ہمارے لئے خضر راہ صرف

خدا تعالیٰ کی صفات

ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ کوئی دن نہیں۔ جس میں خدا تعالیٰ کی صفات ظاہر نہ ہو رہی ہوں۔ اور جب ہر دن میں خدا تعالیٰ کے انوار کا جلوہ ہے۔ تو وہ چیز منحوس کس طرح ہوئی۔ خدا تعالیٰ کی صفات کا ظہور ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسے بجلی کی رو جاری ہو جاتی ہے۔ اگر بے جان چیزوں میں بجلی کی رو نظر آ سکتی ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ سات دنوں میں خدائی صفات کا ظہور ہو۔ اور ہماری آنکھیں

اس ظہور کو نہ دیکھ سکیں۔

جب خدا تعالیٰ کی صفات ہفتہ میں چلتی ہیں تو ہم ہفتہ کے دن بھی خدا تعالیٰ کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ کی صفات اتوار میں چلتی ہیں۔ تو ہم اتوار کے دن بھی خدا تعالیٰ کو دیکھ سکتے ہیں اور جب خدا تعالیٰ کی صفات پیر میں چلتی ہیں۔ تو ہم پیر کے دن بھی خدا تعالیٰ کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ کی صفات منگل میں چلتی ہیں تو ہم منگل کے دن بھی خدا تعالیٰ کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ کی صفات بدھ میں چلتی ہیں۔ تو ہم بدھ کے دن بھی خدا تعالیٰ کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ کی صفات جمعرات میں چلتی ہیں تو ہم جمعرات کے دن بھی خدا تعالیٰ کو دیکھ سکتے ہیں اور جب خدا تعالیٰ کی صفات جمعہ میں چلتی ہیں تو ہم جمعہ کے دن بھی خدا تعالیٰ کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور یہی غرض

انسان کی پیدائش

کی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کو دیکھے۔ اور اس کا قرب حاصل کرے۔ اور جب خدا انسان کو ہر وقت مل سکتا ہے۔ ہر گھڑی مل سکتا ہے۔ تو کوئی منحوس کس طرح ہوا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی پُر حکمت ارشاد فرمایا ہے کہ

لاتسبوا الدھر فان اللہ

هو الدھر

(مسلم کتاب الالفاظ من الادب وغیرھا)

زمانہ کو گالی نہ دو

کیونکہ خدا ہی زمانہ ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ نعوذ باللہ زمانہ اور خدا ایک ہی چیز ہے بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ کوئی زمانہ ایسا نہیں جس میں خدا اپنی صفات ظاہر نہیں کرتا۔ اور جب وہ ظاہر کرتا ہے۔ تو تمہارا کیا حق ہے کہ تم یہ کہو کہ زمانہ بُرا ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی

اس حدیث سے

صاف پتہ لگتا ہے کہ کسی دن کو بُرا کہنا درحقیقت خدا تعالیٰ کو بُرا کہنا ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ فلاں دن بُرا ہے وہ دوسرے الفاظ میں اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ نعوذ باللہ خدا بُرا ہے کیونکہ وہ دن خدا نے بنایا ہے کسی اور نے نہیں بنایا۔ اگر ایک سیر دودھ میں کچھ چھینٹے پیشاب کے پڑے ہوں تو تم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ اب وہ دودھ پینے کے قابل ہے تمہیں بہر حال

سارے دودھ کو گندہ

کہنا پڑے گا۔ اسی طرح یہ شخص یہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی کچھ صفات ایسے دن میں ظاہر ہوئیں جو منحوس تھا وہ دوسرے الفاظ میں اس امر کا اظہار کرتا ہے۔ کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کی تمام صفات منحوس ہیں اور ایسا کہنا تو صریح کفر ہے۔ کوئی دہریہ بھی ایسی بات نہیں کہہ سکتا حقیقت یہ ہے کہ کام کی رغبت پیدا کرنے اور

قوم کی ہمت بڑھانے

کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنا اچھے سے اچھا نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کریں اور بجائے یہ کہنے کے کہ زمانہ بُرا ہے۔ ان کو اس امر کی طرف توجہ دلائیں۔ کہ زمانہ ترقی کی طرف دوڑتا چلا جا رہا ہے۔ تم بھی آگے بڑھو۔ اور اس دوڑ میں شامل ہو کر

دوسروں سے آگے نکلنے کی کوشش

کرو۔ مگر آجکل لوگ بات شروع کرتے ہی کہنے لگ جاتے ہیں کہ کیا بتائیں زمانہ بہت بُرا ہے۔ تم لائبریریوں میں آج سے بیس تیس سال پہلے کی لکھی ہوئی کتابیں نکال کر پڑھو۔ تو ان میں بھی یہی لکھا ہوگا کہ

آجکل کا زمانہ

بہت بُرا ہے۔ آج سے تیرہ سو سال پہلے کی کتابیں نکال کر دیکھو۔ تو ان میں بھی یہی لکھا ہوگا کہ یہ زمانہ بہت بُرا ہے۔ یہودیوں کی کتابیں نکال کر دیکھو تو ان میں بھی لکھا ہوگا کہ یہ زمانہ بہت بُرا ہے۔ اس ہی مسیح جیسے گندے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ عیسائیوں کی کتابیں پڑھو تو ان میں بھی یہی لکھا ہوگا کہ یہ زمانہ بہت بُرا ہے۔ اس میں ہر قسم کے گندے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ غرض زمانہ کو بُرا کہنے والے آج ہی نہیں ہر زمانہ میں پائے جاتے رہے ہیں۔ مگر اچھا کہنے والے بھی ہمیں ہر زمانہ میں نظر آتے ہیں۔ درحقیقت ہر شخص کی

اپنی اپنی ذہنیت ہوتی ہے

کسی وقت اسے ایک چیز اچھی نظر آتی ہے۔ اور کسی وقت وہی چیز اسے بُری نظر آنے لگتی ہے۔ میاں بیوی کو دیکھو صبح وہ پیار کر رہے ہوتے ہیں اور شام کو کسی بات پر جھگڑا پیدا ہوتی ہے تو میاں کہتا ہے۔ کہ نامعلوم وہ کونسا منحوس دن تھا جس دن میری شادی ہوئی۔ دوسرے دن خوش ہوتا ہے تو اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ تم سے ہی تو میرے گھر کی رونق ہے تم تو میرے دل کا چین اور سرور ہو۔ قمیض پہنتے وقت ذرا کہیں پھنس جائے تو انسان گالیاں دینے لگ جاتا ہے کہ یہ کمبخت کیسی گندی قمیص ہے ذرا بھی اچھی سلائی نہیں ہوئی مگر پھر اس قمیص کو کوئی پھاڑنے لگے تو برداشت نہیں ہو سکتا۔ انسان فوراً لڑنے لگ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تو بڑی اعلےٰ درجہ کی قمیص ہے۔ جوتا چبھنے لگے تو انسان اسے گالیاں دینے لگ جاتا ہے ٹھیک ہو جائے تو کہتا ہے یہ تو پاؤں میں خوب فٹ آتا ہے۔ غرض خوبیاں دیکھنے والے کو خوبیاں نظر آتی ہیں اور برائی دیکھنے والے کو ہمیشہ برائی نظر آتی ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ایک دفعہ بازار سے گذر رہے تھے کہ راستہ میں ایک کتے کی لاش نظر آئی ہے۔ حواریوں نے ناک پر اپنے رومال رکھ لئے اور کہا یہ

کیسی گندی چیز ہے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اس کے دانتوں کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ "مگر دیکھو نا! اس کے دانت کتنے خوبصورت ہیں" اس رنگ میں انہوں نے اپنے حواریوں کو سمجھایا کہ یہ

ساری چیزیں نسبتی ہوتی ہیں

ایک نقطۂ نگاہ سے انسان کسی چیز کو دیکھتا ہے۔ تو اُسے بُری نظر آتی ہے دوسرے نقطۂ نگاہ سے اس چیز کو دیکھتا ہے تو اُسے اچھی نظر آتی ہے۔ غرض نسبت کے لحاظ سے بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت عائشہؓ سے فرمایا عائشہ آج تم کچھ خفا معلوم ہوتی ہو۔ انہوں نے کہا میں ہوں تو خفا مگر آپ کو کس طرح پتہ لگ گیا۔ فرمانے لگے میں کچھ عرصہ سے تاڑ رہا ہوں کہ جس دن تم خوش ہوتی ہو اس دن تم کہتی ہو خدائے محمدؐ کی قسم یہ بات یوں ہے اور جس دن تم خفا ہوتی ہو اس دن کہتی ہو خدائے ابراہیمؑ کی قسم یہ بات یوں ہے آج تم نے

خدائے ابراہیم کے الفاظ

استعمال کئے تھے جس سے میں سمجھ گیا کہ تم کچھ ناراض ہو۔ حضرت عائشہؓ نے کہا ٹھیک ہے یہی بات تھی میں کسی بات پر غصہ میں آ گئی تھی۔ (مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء) نہ ابراہیمؑ میں کوئی خرابی تھی کہ حضرت عائشہؓ بعض دفعہ آپ کا نام نہ لیتیں اور نہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں کوئی نقص تھا کہ جس کی وجہ سے حضرت عائشہؓ ناراضگی کی حالت میں خدائے محمدؐ کی قسم کھانے سے ہچکچاتیں۔ صرف اتنی بات تھی کہ جب وہ غصہ میں آتیں تو خدائے محمدؐ کی قسم کھانے کی بجائے خدائے ابراہیمؑ کی قسم کھانے لگ جاتیں۔ تو انسان کو چاہیئے کہ اسے دُنیا میں جس قدر چیزیں نظر آتی ہیں ان کو وہ زیادہ سے زیادہ بہتر محسوس کرے ان کو زیادہ سے زیادہ اپنے لئے رحمت اور انعام سمجھے۔ پھر وہی چیزیں اس کے لئے تسلی اور تسکین کا موجب بن جائیں گی۔ اور اگر وہ اس نقطۂ نگاہ سے نہیں دیکھے گا تو بڑی سے بڑی نعمت بھی اس کے لئے زحمت اور لعنت کا موجب بن جائے گی۔

مجھے یاد ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک دفعہ کسی شخص نے شکایت کی کہ باورچی چوری کرتا ہے۔ وہ آپ کھانا کھا لیتا ہے تو اس کے بعد آٹھ دس روٹیاں اپنے گھر لے جاتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شکایت کرنے والے دوست سے کہا کہ آپ کی شکایت تو میں نے سُن لی ہے لیکن کبھی آپ نے یہ بھی سوچا کہ ایک روٹی کے لئے یہ دو دفعہ تنور میں جھکتا ہے۔ سخت گرمی میں ہم نے اپنے دروازے بند کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ پردے لٹک رہے ہوتے ہیں۔ دستی پنکھے ہمارے ہاتھوں میں ہوتے ہیں۔ اور یہ تنور میں گھسا جا رہا ہوتا ہے۔ آخر یہ بھی ہماری طرح ہی اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ ہے۔ ہمیں سوچنا چاہیئے کہ ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں سلوک نہ کیا اور اس کے ساتھ کیوں کیا آخر اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک رنگ میں سزا تو مل رہی ہے اسے اور کیا سزا دلانا چاہتے ہیں۔ تو اچھا آدمی ہمیشہ اچھے پہلو کو دیکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ والسلام نے شکایت کرنے والے کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ سزا تو اسے روٹیاں چرانے سے بھی پہلے مل جاتی ہے۔ کیونکہ ایک ایک روٹی کے لئے یہ دو دفعہ تنور میں اپنا سر جھکاتا ہے پھر اس کی تعلیم اچھی نہیں اگر تعلیم اچھی ہوتی۔۔۔ تو لازماً اس کے خلاق بھی اچھے ہوتے اور اچھا کاروبار اختیار کرتا۔ جب ان میں سے کوئی بات بھی اسے حاصل نہیں تو اس پر اور کیا ناراض ہوتے ہو۔ ایسے شخص کو مارنا یا سزا دینا تو ایسا ہی ہے جیسے کہتے ہیں مُردے کو مارے شاہ مدار۔ غرض اس قسم

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر اسی طرف گئی کہ ہمارا موجودہ حالت خدا تعالیٰ کے انعاموں میں سے

ایک بہت بڑا انعام ہے

اور اس کے سے ابھی سزا کافی ہے جو مل رہی ہے کسی اور سزا کی اس کے لئے کیا ضرورت ہے تو مومن کو ہر چیز کا اچھا پہلو دیکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور تو ہمات میں مبتلا ہو کر اپنی طاقتوں کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔

(الفضل ۱۸ ستمبر سنہ۶۰ء)

ماہنامہ "پاسبان" الہ آباد کے ایک مضمون پر محققانہ تبصرہ

(از مکرم سید غلام مصطفیٰ صاحب پروپرائٹر آئیڈیل فارمیسی مظفر پور۔ بہار)

(۲)

منکرین صداقت کا پردہ فاش کرتے اور اسباب کے لئے کہ علامہ نیاز فتحپوری نے جو ہماری نسبت تحریر فرمایا کہ دوسرا معیار جس سے ہم کسی کی صداقت کو جانچ سکتے ہیں نتیجہ عمل ہے سو اس بات میں احمدی جماعت کی کامیابی اس درجہ روشن ہے کہ اس سے ان کے مخالفین بھی انکار کی جرأت نہیں کر سکتے۔ حقیقت اور واقعات پر مبنی ہیں ذیل میں کچھ حوالے مشتے از خروارے پیش کرتا ہوں ملاحظہ ہوں:۔

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر غیر احمدی اخبار "کرزن گزٹ" نے اپنے اخبار میں لکھا ہے کہ

ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم مرزا صاحب کے مقابلہ پر زبان کھول سکتا اگرچہ مرحوم پنجابی تھا مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ بلندی ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں"۔

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر امرتسر کے مشہور اخبار "وکیل" کے غیر احمدی ایڈیٹر نے لکھا تھا:۔

"مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا۔ قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جب کہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دیئے۔ جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔ اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں بھی مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ان کی آریہ سماج کے مقابل کی تحریروں سے اس دعویٰ پر نہایت روشنی پڑتی ہے کہ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں"۔

یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ کی باتیں ہیں جس کی نسبت خود حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

"میں تو تخم ریزی کرنے آیا تھا سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اب یہ بڑھے گا اور پھولے گا کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"۔

(تذکرۃ الشہادتین)

اب ذرا حال کے آئینہ میں بھی جماعت احمدیہ کے کارناموں کو دیکھئے۔

(۳) مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی نے جو صدق جدید مجریہ ۲۳ جنوری ۱۹۵۹ء میں "سرخش نیز بگو" کے عنوان سے تحریر فرمایا بجنسہٖ نقل کیا جاتا ہے

"سرخش نیز بگو جماعت اسلامی ہند کے ایک ترجمان سے ماخوذ"

حیدر آباد جماعت احمدیہ کا نام سالانہ اجلاس ربوہ میں ختم ہو گیا مندوبین واپس آنے لگے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اس سال وہاں ایک لاکھ سے زائد افراد جمع تھے ان میں کم و بیش ہزار نمائندے ایشیا، افریقہ، امریکہ اور دوسرے ملکوں سے آئے تھے اسی طرح پورے اجتماع میں ۵۲ مختلف زبانیں بولنے والے اور سمجھنے والے تھے۔

تقریریں بھی اتنی ہی زبانوں میں اور سالانہ رپورٹ بھی اتنی زبانوں میں مرتب ہو گی۔

اجلاس کے دوران میں بتایا گیا کہ جنوبی افریقہ میں اسلام بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے اور گاؤں کے گاؤں مسلمان ہوتے چلے جا رہے ہیں اسپین اور امریکہ میں بھی ان کی تعداد کافی ہے مگر سپین میں حکومت نے مذہب اور نام بدلنے اور خاص طور پر دائرہ اسلام میں داخل ہونے پر پابندی لگا دی ہے۔ اکبر کا ایک ظریفانہ شعر تحریک موالات کے زمانہ شباب سنہ ۱۹۲۰ء کا کہا ہوا ہے

جب مضامین سب برائی لکھ چکی وہ قوم جو گاندھی ہی سب بھلائی لکھ چکی وہ شخص بے کس

موقع کچھ اس وقت ایسے ہی شعر پڑھنے کا ہے۔ قادیانیوں کے سارے عیب ایک طرف اور

فعالیت اور تبلیغی جوش و سرگرمی کا ہنر دوسری طرف تو ہماری بھی دوسرا رقیہ نکلے گا۔"

نیز ملاحظہ ہو موقر ہفت روزہ "ہماری زبان" علیگڑھ اپنے اخبار ۲۲ر دسمبر ۱۹۵۶ء کی اشاعت میں یوں رقمطراز ہوا۔

"یہ حقیقت ہے کہ تبلیغی جوش اور سرگرمی جو احمدیوں میں پائی جاتی ہے وہ دوسرے اسلامی فرقوں میں نہیں ہے۔ ہمارے ملک میں سلاطین اسلام نے تبلیغ مذہب میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ بلکہ اس فریضے کو ہمیشہ اپنی تن آسانی و مصالح سیاسی کے خلاف سمجھا علماء دین نے بھی اس ضمن میں کوئی نمایاں خدمت انجام نہیں دی۔ ابتداء میں تاجروں اور سیاحوں اور بعد کو صوفیاء کی کوشش سے مختلف اقطار ملک اسلام کی روشنی سے منور ہوئے۔ مگر موجودہ زمانے میں احمدی جماعت نے منظم تبلیغ کی جو مثال قائم کی ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ اس کتاب سے جماعت مذکورہ کی تبلیغی مساعی کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ لٹریچر، مساجد اور مدارس کے ذریعہ یہ لوگ ایشیا، یورپ، افریقہ، امریکہ کے دور دراز گوشوں تک اپنی کوششوں کا سلسلہ قائم کرچکے ہیں۔ جس کی وجہ سے غیر مسلم جماعتوں میں گونہ اضطراب پایا جاتا ہے۔ کاش دوسرے لوگ بھی ان کی مثال سے سبق لیتے!!

(۵) اس کے علاوہ تازہ ترین شہادت بھی ملاحظہ فرمائیے۔ چنانچہ شیعوں کے مشہور اخبار رضاکار لاہور نے اخبار نوائے وقت کے نامہ نگار خصوصی جناب حفیظ ملک صاحب مقیم واشنگٹن کے مراسلہ جو افریقہ میں تبلیغ اسلام کے عنوان سے نوائے وقت میں شائع ہوچکا ہے پر تبصرہ کرتے ہوئے ۸ر مئی ۱۹۶۰ء کی اشاعت میں یوں تحریر فرمایا ہے۔

"افریقہ میں بسنے والے خوجہ اثنا عشری حضرات لاکھوں روپے اپنے عبادت خانوں، مساجد اور امام باڑوں پر خرچ کرتے ہیں پاک و بھارت سے بڑی بڑی تنخواہیں دے کر علماء کرام کو اپنے مذہبی مرکز میں تعینات کرتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت افریقہ کے تقریباً تمام گوشہ و کنار میں شیعہ مبلغین موجود ہیں لیکن جب ہم اپنے ان مبلغین کی تبلیغی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور جب ہم ان کا مقابلہ احمدی مبلغین سے کرتے ہیں تو ندامت سے ہمارا سر جھک جاتا ہے تبلیغی میدان میں عیسائی مبلغین کا مقابلہ کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ کیونکہ ان مبلغین کی پشت پر حکومتیں ہیں جو لاکھوں اور کروڑوں روپے سے انکی امداد کر رہی ہیں۔ لیکن احمدی مبلغین کی پشت پر نہ ہی حکومت ہے اور نہ ہی کوئی سرمایہ دار طبقہ۔ ان کی پشت پر صرف ان کی جماعت ہے جو انہیں معمولی تنخواہیں دیتی ہے۔ اور ایک محدود سرمایہ سے ان کی تبلیغی سرگرمیوں کو آگے بڑھاتی ہے۔ ان حالات میں احمدی مبلغین کا عیسائی مبلغین سے مقابلہ کرنا اور اس مقابلہ میں ان سے بازی لے جانا یقیناً خراج تحسین کا مستحق ہے۔ اور ہمارے مبلغین حضرات کے لئے تازیانہ عبرت ہے جنکو افریقہ میں ایک سرمایہ دار طبقہ کی سرپرستی حاصل ہے۔ اور تبلیغ دین کے سلسلہ میں انہیں ہر طرح کی سہولتیں میسر ہیں۔"

ان حوالوں کے بعد شاید اس کی ضرورت نہیں کہ مضمون نگار مذکور کو گریبان میں منہ ڈالنے کی طرف توجہ دلائی جائے۔ اور ان کا یہ کہنا کہ "تب دوسرا گوشہ استعمال کارہ جاتا ہے سو یہاں بھی کوئی بات ایسی نہیں دکھائی دی۔" کہاں تک درست ہے تو پھر کون سا سرگرم ان کے لئے تیار کیا جائے یا کون سی عینک مہیا کی جائے جو ان کو بھی یہ نمایاں کارنامے نظر آنے لگیں!!

قولہ: البتہ ایک بات جو اس وقت نمایاں تھی جو بلاشبہ مسلمانوں کو ایک ہادی کا طلبگار بنا رہی تھی۔ وہ تھی مسلمانوں کی سیاسی ابتری۔ جس کی نسبت مرزا صاحب نے فتویٰ دیا تھا کہ انگریزوں کی اطاعت واجب ہے۔ ایسی حالت میں مجھے تو کوئی بات ایسی ان کے زمانہ میں دکھائی نہیں دیتی جو کسی رسول و پیغمبر یا ہادی و مصلح کو طلب کرتی ہو۔ شاید آپ بتا سکیں ہاں ایک عیسائی فتنہ ضرور تھا جو اس کا تعلق حکومتی وزراء اور اس کے اثرات سے تھا کہ عیسائیوں کی تبلیغ رسمی سے وہی انجیل اور عیسائی آج بھی ہیں۔ لیکن انگریزوں کے چلے جانے کے بعد ویرانی اور اداسی اُن کے مقبرے و گنبد میں نظر آتی ہے وہ آپ (یعنی علامہ نیاز) لکھنؤ میں بہ بہتر دیکھ سکتے ہیں۔

انگریزی حکومت کو باقی رکھ کر یہ جو مضمون نگار نے حسب عادت جھٹ لکھا ہے۔ مطلب یہ کہ عیسائی حکومت سے تعارض نہ کرکے (ناقل) عیسائی تبلیغ و تلقین کے زور کا منہ پھیر دینا کا غذ پہ تو ممکن ہے مگر عمل اور تجویز میں دشوار (مگر نا ممکن نہیں بلکہ ممکن جب کہ اخبار وکیل کے محولہ بالا حوالہ سے ثابت ہے) پھر مسلمانوں کو تو عیسائی فتنہ سے مرزا صاحب نے بچایا (باوجود عیسائی حکومت کی موجودگی کے) مگر ہندوؤں کو بچانے والا کون تھا۔ وہ سوامی دیانند اور ان کے چیلے چانٹے جو آج بھی عیسائیوں کے سامنے بیا سے بورے تھرا تے ہیں (باوجود عیسائی حکومت کے ختم ہوجانے کے ناقل) (مضمون نگار کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح حضرت مرزا صاحب نے اسلام کی صداقت اور حقانیت کی حمایت کرکے مسلمانوں کو عیسائی فتنہ سے بچایا۔ اسی طرح وید اور ستیارتھ پرکاش کی حمایت کرکے آریوں کو عیسائیوں کے مقابلہ میں تھرانے سے بچا سکتے ناقل)

اقول۔ جو حوالے میں نے اوپر نقل کئے ہیں وہی مضمون نگار صاحب کی ان جملہ باتوں کے جواب کے لئے کافی ہیں۔ مگر چونکہ صاحب مذکور صرف سیاسی اور مادی نقطۂ نگاہ رکھتے ہیں اس لئے شاید وہ ان کے لئے کافی نہ ہوں اس لئے مزید چند باتیں عرض ہیں اول یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ مثیل مسیح اور نبوت کا تھا۔ ہر شخص اپنے دعوے اور مسلمات کا ہی ذمہ دار رہتا ہے۔

دوسرے نبی اس کے دعوے اور مسلمات کی رو سے ہی مطالبات پیش کرسکتے ہیں۔ کوئی معقول آدمی اس کو درست نہیں تسلیم کرسکتا کہ دعویٰ ہو نبوت کا اور مطالبے اور تقاضے ہوں بادشاہت یا سیاست کے۔ کسی نبی کا کام قرآن و حدیث نے سیاسی ابتری دور کرنا نہیں بتایا۔

انبیاء علیہم السلام سیاسی جوڑ توڑ اور جال پھندے کے لئے تشریف نہیں لاتے۔ انبیاء اور ہادیان دین کی نظریں خانوں کے کنگروں کی اداسی یا شادابی پر نہیں ہوتی بلکہ ان کی نظر انسانوں کے قلوب پر ہوتی ہے وہ روحوں اور قلوب میں نیک تبدیلی پیدا کرنے اور خدا اور اسکے بندے کا حقیقی اور مضبوط تعلق قائم کرنے کے لئے آتے ہیں اور یہ باتیں بغیر توحید اور خالص نبوت صادقہ کے ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء کے تصور نبوت کی یہی اساس اور بنیاد ہوتی ہے اور یہی وہ جادۂ نبوت ہے جس پر سارے انبیاء متفق طور پر گامزن رہے ہیں اور یہی وہ راہِ ہدایت ہے جو تمام انبیاء میں یکساں طور پر پائی جاتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف انبیاء کا ذکر فرما کر سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا اولٰئک الذین ھدی اللہ فبھدٰھم اقتدہ پارہ ۷ ع ۱۶۔ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو جادہ ہدایت پر گامزن تھے تو بھی ان کی پیروی کر۔ آپ غور فرمائیں کہ یہ ہدایت سیاسیہ تھیں یا روحانیہ۔ اگر سیاسیہ تھیں تو بلکہ سارے انبیاء کا کام سیاسی ابتری کو دور کرنا ہی قرار پاوے گا اور اگر روحانیہ تھیں تو پھر سیاسی باتوں کا مطالبہ محض جہالت اور مادہ پرستی کی دلیل ہے۔ انبیاء میں سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام ہیں جن کے دعویٰ اور دعوت کو اللہ تعالیٰ پیش فرماتے ہیں ارشاد باری ہے ولقد ارسلنا نوحًا الی قومہٖ انی لکم نذیر مبین ۝ ان لا تعبدوا الا اللہ ط انی اخاف علیکم عذاب یوم الیم (پ ۱۲ ع ۳) اور یقیناً ہم نے نوح کو رسول بنا کر بھیجا اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ اس نے کہا کہ میں تمہاری بداعمالیوں کے بد نتائج سے متنبہ کرتا ہوں تم ہوشیار ہو جاؤ اور اس کا علاج اور طریق ایک اور صرف ایک ہے کہ تم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی پرستش نہ کرو (ورنہ) میں تم پر دردناک عذاب کے مسلط ہو جانے سے ڈرتا ہوں۔

پھر قرآن حکیم کو پڑھ کر دیکھیں سوائے چند الفاظ کی تبدیلی کے سارے انبیاء نے یہی باتیں کہی ہیں یعنی سب نے بداعمالیوں اور بد حالیوں اور ابتری کا ایک ہی نسخہ بتلایا ہے کہ وہ حقیقی تعلق باللہ قائم کرکے اللہ تعالیٰ سے اپنا رشتہ استوار کریں اسی نہج پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہوگئی ہے اس کو دور کرکے محبت اور

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

درخواست دعا ۔۔۔ [illegible]

مبلغ کی ڈائری کا ایک ورق

"بمبئی میں ہمارے مشاغل"

(از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن ۔ بمبئی)

(مرسلہ نظارت دعوت و تبلیغ قادیان)

مبلغ انچارج دار التبلیغ بمبئی کی آمدہ رپورٹ احباب کے مطالعہ کے لئے شائع کی جا رہی ہے چونکہ یہ ڈائری کی قسم کی رپورٹ ہے اس لئے اس میں بسلسلہ معمول بعض نجی باتیں بھی درج ہو گئی ہیں (نظارت دعوت و تبلیغ)

فرعونی تعلیم اور ایام جاہلیت

جون کی بات ہے کہ مجھے ایک علمی مقالے کے لئے دیوان فرزدق کی تلاش تھی۔ دار التبلیغ بمبئی کی لائبریری کا حال تو مجھے پہلے ہی معلوم تھا۔ امید تھی کہ انجمن اسلام کے دار المطالعہ میں یہ کتاب موجود ہو گی۔ مگر وہاں بھی نہیں ملی۔ بعض غیر احمدی دوستوں سے ذکر کیا تو ایک دوست نے جواب دیا کہ آپ کو ایسے جامد و صامت کتب خانوں سے کیا فائدہ ہو گا۔ یہاں تو بہت سی چلتی پھرتی اور بولتی چالتی لائبریریاں ہیں۔ میں نے کہا کہ مجھے بھی وہیں لے چلو۔ دوسرے دن مجھے ایک شخص کے پاس لے گئے۔ اور تعارف کراتے ہوئے کہا کہ یہ ایک ترقی پسند عالم ہیں۔ اور بس انہیں بولتی چالتی لائبریری سمجھئے۔ میں نے مسرت کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ مجھے فرزدق کا وہ قصیدہ چاہیے جس میں حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کی تعریف کی گئی ہے۔

انہوں نے نہایت غور سے میرا سراپا دیکھا۔ اور کہا کہ آپ بھی عجیب آدمی ہیں۔ بیسویں صدی میں بیٹھ کر آٹھویں صدی کی ہڈیاں اکھیڑ رہے ہیں۔ چھوڑیئے یہ قدامت پرستی۔ ان اشعار میں دھرا ہی کیا ہے۔ اب نئی تہذیب نئے رجحان اور نئے ادب کا مطالعہ کیجئے۔ لیجئے یہ مصر کے ایک ترقی پسند شاعر کا دیوان ہے۔ یہ پھر دنیا میں فرعونی تہذیب نافذ کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ لیجئے یہ دوسرا دیوان ایک شامی شاعر کا ہے یہ "ایام جاہلیت" کی تہذیب کا متمنی ہے۔ دیکھئے کیا جدت اور ندرت ہے ان کے کلام میں۔ ان کی یہ تقریر جاری رہی۔ وہ یکے بعد دیگرے نہایت خوبصورت مجلد کتب میرے سامنے پیش کرتے گئے۔ اور میں بھونچکا سا ان کا منہ دیکھتا رہا۔

میں وہاں سے بہت کبیدہ ہو کر اٹھا اس وقت بار بار میری زبان پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر آتا تھا۔

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا!

دوستوں سے ملاقات

راستہ میں ایک اور دوست مل گئے۔ میں ان کے ساتھ ایک دوسری انجمن میں پہنچا۔ وہاں ایک شخص بیٹھے تھے جب ان سے تعارف کرایا گیا تو ذرا طنز آمیز لہجہ میں فرمایا "میں آپ کو جانتا ہوں" آپ کے مضامین اخباروں میں پڑھتا رہا ہوں اس کے بعد اور چار اشخاص آ گئے یہ سارے تھے تو مختلف الخیال۔ مگر جب احمدیت کا ذکر آیا تو پھر سبھی متفق تھے۔ سب ایک ساتھ حملہ آور ہوئے اور یہ بات بڑھتی گئی۔ بات سے بات نکلتی گئی۔ حتیٰ کہ رات کے بارہ بج گئے مجلس برخاست ہوئی تو ایک شخص نے میرا تعاقب کیا۔ مجھے راستہ میں روک کر مجھ سے میرا پتہ لیا۔ اور اس کے بعد ایسا ہوا کہ اس شخص نے بیعت کر لی۔

لیکن اس دن کی باقی سرگذشت یہ ہے کہ میں جب رات کے ساڑھے بارہ بجے گھر پہنچا تو گھر کی وزیر غذا کو اختلاج قلب میں مبتلا پایا۔ ان سے کھانا کیا مانگتا۔ اسی وقت انہیں ہسپتال لے گیا۔

بیت بازی

سویرے ایک علمی مقالے کی ترتیب میں مصروف تھا کہ ایک بے تکلف دوست آ دھمکے اور کہا کہ آج کالج میں ہم لوگوں کا "بیت بازی" ہے آپ کو مدعو کرنے آیا ہوں۔ میں نے ہر چند معذرت کی اور کہا کہ مجھے بیت بازی سے کوئی مناسبت نہیں ہے۔ مگر وہ نہ مانے اور آخر مجھے بھی گھسیٹ کر لے گئے وہاں پہنچا تو بے تکلف دوستوں کی ایک مجلس نظر آئی۔ آخر "بیت بازی" شروع ہوئی۔ رنگ برنگ کے اشعار برسنے لگے۔ مگر جب کوئی ہارتا نظر نہ آیا تو دوسری پارٹی نے مشہور ہتھکنڈا استعمال کیا یعنی ایک ایسا شعر پڑھا جس کا آخری لفظ "پہاڑ" تھا۔ اور سچ مچ اس کے بعد ہمارے فریق کے سامنے ایک پہاڑ آ گیا۔ ادھر سے ٹکٹکی بازی شروع ہوئی۔ یہ صورت حال دیکھ کر میں نے وہیں بیٹھے بیٹھے ایک شعر تصنیف کیا یعنی

ڑ، ہو جبکہ حرف آخر لفظ وہ ملتا نہیں
اس لئے اب بند کر دو بیت بازی کا کواڑ

میرے اس شعر نے سچ مچ "بیت بازی" کا کواڑ بند ہی کر دیا۔

آریہ پنڈت سے گفتگو

میں وہاں سے گھر واپس آیا تو سارے بچوں نے ایک ساتھ حملہ کر دیا۔ آپ خود تو گھومتے پھرتے ہیں مگر ہم لوگوں کو کہیں گھمانے پھرانے نہیں لے جاتے۔ لڑکوں کے اس مطالبہ پر بیگم صاحبہ نے بھی ایک فقرہ چست کر دیا۔ ان بچوں کا اور بیاں ہے کون۔ بس لا کر پنجرے میں بند کر دیا۔ مجھے بیگم صاحبہ کی یہ طنز بہت وزن دار معلوم ہوئی۔ اور بچوں سے وعدہ کیا کہ آج ہی تم لوگوں کو "مالابار ہل" لے جاتا ہوں یہ وعدہ کر کے میں قیلولہ کرنے لگا کہ یہ بھی ایک سنت ہے۔ مگر اس وقت بچوں کی نظر گھڑی پر تھی۔ ابھی تین بجنے نہیں پائے تھے کہ ایک بچی نے آ کر آنکھ میں انگلی بھونکی۔ اور میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ بس چلئے شام ہو رہی ہے۔ اب میں انہیں طلوع و غروب کا فلسفہ کیا سمجھاتا نماز پڑھی اور کچھ تبلیغی پمفلٹ ہاتھ میں لے کر چلا۔ تگ بھگ بچوں کی آدھ درجن فوج میرے ساتھ تھی۔ بمبئی کی سڑک۔ تھوڑی ہی دیر میں کئی بار موٹر کے نیچے آتے آتے بچے۔ آخر ایک ٹیکسی پکڑی۔ اور مالابار ہل پہونچا۔ بچے تو وہاں کی رنگینیاں دیکھ کر اچھل پڑے۔ کچھ دیر فواروں سے کھیلے پھر "نہرو بی" کے جوتے میں گھس گئے میں ایک سبزہ زار پر بیٹھ گیا۔

اتفاق سے وہاں ایک آریہ پنڈت جی پہلے سے بیٹھے تھے۔ انہوں نے حسب عادت وید کے فضائل بیان کرتے کرتے یہ کہا کہ دنیا میں وید کے سوا جتنی کتابیں ہیں سب پاکھنڈ ہیں۔

میں نے بہت دیر کے بعد پنڈت جی سے صرف ایک بات کہی۔ وہ یہ کہ آپ کو وید نے مذہبی کتابوں اور اخلاقی و روحانی مبلغوں کو جھوٹا کہنے کا حکم دیا ہے۔ اور مجھے قرآن مجید نے تمام مذہبی کتابوں کی تصدیق اور تمام اخلاقی و روحانی مبلغوں کے احترام کی تعلیم دی ہے۔ یہی ہمارے اور آپ کے درمیان فرق ہے۔ بمبئی کے زندہ دل نوجوان میرے اس قول پر پھڑک اٹھے وہ پمفلٹ جو میرے ہاتھ میں تھے سبھوں نے ہاتھوں ہاتھ لے لئے۔

دیباچہ تفسیر القرآن

تیسرے یا چوتھے دن انہیں میں سے ایک ادھیڑ عمر کے معزز ہندو میرے پاس آئے اور کہا کہ میں لکھنؤ کا رہنے والا ہوں اور اردو لکھنا پڑھنا جانتا ہوں آپ اپنے سلسلہ کی کتابیں مجھے دیں۔ میں نے انہیں دیباچہ تفسیر القرآن از امام جماعت احمدیہ دی۔ ایک ہفتہ کے بعد جب میں خود ان سے ملا تو انہیں ذرا دلگیر سا پایا۔ وہ بڑے افسوس سے کہنے لگے کہ اس کتاب میں وید کے حوالے دینے میں احتیاط نہیں برتی گئی۔

ابھی چائے کی میز پر یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ وہاں سنسکرت کے ایک ہندو پروفیسر آ گئے۔ ان کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہوا۔ تو انہوں نے دیباچہ تفسیر القرآن کے ہر حوالہ کی تائید کی اور وید منتر پڑھ پڑھ کر سنائے۔ ساتھ ہی ترجمہ بھی کیا اور کہا کہ "ویدک یگ" میں ایسی ہی تعلیمات کی ضرورت تھی۔

ایک شخص کی بیعت

میں وہاں سے گھر آیا تو ایک شخص ملاقات کو آئے۔ "حقیقۃ الوحی" مطالعہ کے لئے لے گئے۔ اس دوست کی سرگذشت یہ ہے کہ یہ اسی طرح کتابوں کا مطالعہ کرنے لگے حتیٰ کہ بیعت کر لی اور آج بفضل تعالیٰ یہ پیش پیش ہیں۔ مصروف معاون ہیں۔ اور بڑھ چڑھ کر مالی قربانیوں میں حصہ لے رہے ہیں۔

احمدیت ذریعہ اصلاح

اگلے جمعہ کو ایک اور رند خراباتی آئے۔ اور آتے ہی یہ نعرہ لگایا کہ مجھے اب یہ یقین ہو چکا ہے کہ میری اصلاح احمدیت قبول کئے بغیر نہیں ہو سکتی۔ میں نے ان کے تیور دیکھ کر چند ضروری باتیں پوچھیں۔ وہ گھڑی گھڑی اتنے جوش میں آ جاتے کہ مجھے ان کو دھیما کرنا پڑتا۔ میں نے انہیں بیعت میں عجلت کرنے سے روکا۔ اور ربط ضبط قائم رکھنے کی تاکید کی۔ اللہ کا فضل ہے کہ وہ ہر دوسرے تیسرے دن آ جاتے ہیں اور جب تک بیٹھتے ہیں احمدیت کا غلغلہ بلند ہوتا رہتا ہے۔ ان میں تقریر۔ تحریر اور اشعار کے ذریعہ اپنے خیالات ظاہر کرنے کی اچھی صلاحیت ہے۔

دام مارگی فرقہ

اس کے تین چار دنوں کے بعد ایک عجیب لطیفہ ہوا۔ بمبئی کے ایک حلقہ میں ان دنوں ایک طبی کتاب بہت مقبول ہو رہی ہے "یعنی ہر بیماری کا علاج اپنے پیشاب کے ذریعہ" ہمارے ایک دوست کو اس سے بڑا شغف ہے۔ وہ ایک دن بڑے خوش خوش آئے۔ اور رازدارانہ سرگوشی کہنے لگے۔ مجھے رات ایک نکتہ معلوم ہوا ہے اور وہ یہ کہ دنیائے طب کی اس حیرت انگیز دریافت کا سورہ دہر میں ذکر موجود ہے۔

میں یہ سن کر بہت متعجب ہوا۔ اور جب انہوں نے اس نکتے کی تفصیل شروع کی تو مجھے ایسا محسوس ہونے لگا کہ شاید اب مسلمانوں میں بھی "دام مارگیوں" کا ایک فرقہ پیدا ہونے والا ہے۔ میں نے انہیں بہت سمجھایا اور کہا کہ آئندہ ایسی نکتہ نوازی نہ فرمایا کریں۔ ورنہ لوگ آپ کو اپنی دعوتوں میں کھانے بھی نہیں دیں گے۔

ناطق سابع وقائم القیامۃ کا تصور

دوسرے دن مجھے اپنے مضمون "نظریۂ امامت" پر نظر ثانی کرنی تھی۔ میں نے اس کے لئے چند علماء کو رات کے کھانے پر مدعو کیا تھا۔ اتفاق سے اس رات بادل جھوم کے برسا۔ سمندر میں بھی چڑھاؤ تھا اس لئے سڑکوں پر پانی کھڑا ہو گیا۔ اور آمد و رفت بند ہو گئی۔ اس لئے علماء کرام نے میرے پاس ہی گذاری۔ اور بڑی رات تک ناطق سابع وقائم القیامۃ کے تصور پر گفتگو ہوتی رہی۔

ایمان فروشی کا ایک نظارہ

سویرے خدا نے ایمان فروشی کا ایک نظارہ دکھایا۔ ایک نوجوان لجاتا شرماتا ہوا آیا۔ اور کہنے لگا کہ اگر آپ میری ملازمت کا کوئی بندوبست کر دیں تو میں ابھی جماعت میں آنے کو تیار ہوں۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ میرا اور ایک ساتھی ہے اگر آپ صرف اس کی رہائش کا بندوبست کر دیں تو وہ آج ہی احمدی ہو جائے۔

میں کچھ دیر تک اس کی اس حالت پر افسوس کرتا رہا۔ پھر انہیں سمجھایا کہ جماعت احمدیہ کی بنیاد اخلاق۔ روحانیت اور دینداری کی کیسی استوار پر قائم ہے۔ ایمان فروشوں کی تو یہاں گنجائش ہی نہیں وہ لکھا ذرا پڑھا لکھا نوجوان۔ میرا جواب سنکر کہنے لگا کہ میری بدقسمتی دیکھیے کہ آج ایمان بھی بیچنا چاہتا ہوں تو کوئی خریدار نہیں۔

ایک محنت کش طبقہ

یوں تو یہ بمبئی کے ماحول سے روز ہی لطف اندوز ہوتا رہتا ہوں۔ لیکن ایک مرتبہ تو اس لطف نے مستی کی صورت اختیار کر لی۔ ہوا یہ کہ ایک ایسا شخص میرے پاس آیا جو محنت کش طبقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس نے آتے ہی میرے مشاغل پر رائے زنی شروع کر دی۔ اور میری حالت پر افسوس کرنے لگا۔

اس نے کہا کہ آپ کی بھی کیا زندگی ہے صبح جوئی اور ہاتھ میں اخبار۔ گھنٹہ بھر اخبار چاٹتے رہے۔ پھر کچھ لکھنا شروع کر دیا۔ دوپہر کا کھانا کھایا اور گھر سے نکلے اور گھوم گھوم کر لوگوں کو اخلاق کا وعظ کرنے لگے۔ کہیں سے نکالے گئے۔ کہیں دھتکارے گئے۔ شام کو آئے اور مجلس جمائی۔ اس سے فارغ ہوئے تو میز پر بیٹھ گئے۔ اور کتاب قلم و کاغذ سے کھیل کرنے لگے۔ کس قدر قابل رحم حالت ہے آپ کی۔ اور ایک ہم محنت کش ہیں کہ روزانہ آٹھ گھنٹے ڈیوٹی دیتے ہیں۔ گاڑھے پسینے کی کمائی کھاتے ہیں۔ آٹھ گھنٹے ڈٹ کر سوتے ہیں۔

کیسی شاندار زندگی ہے ہم لوگوں کی۔ میں ان کے اس تصور زندگی پر پھڑک اٹھا۔ گو وہ شخص اس سے زیادہ گستاخ تھا جتنا ابھی تک میں نے سمجھا تھا۔

وہ اب اقتصادی نقطۂ نظر کی طرف مائل ہوا اور کہنے لگا کہ آپ لوگوں کا شمار تو بھکاریوں میں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ آپ لوگ بھیک پیٹ کے نام پر نہیں بلکہ مذہب کے نام پر مانگتے ہیں۔

اس جگہ میں نے برجستہ اس سے کہا کہ پھر تو ہم لوگ "کارل مارکس" سے اچھے ہی ہیں کہ وہ عمر بھر پیٹ کے نام پر "اینگلز" سے بھیک مانگتے رہے وہ میری بات پر بڑا برافروختہ ہوا۔ مگر میں نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا کہ "کارل مارکس" ہی نہیں بلکہ لینن۔ اسٹالن اور خروشچیف سبھی بھکاری ہیں۔ بتائیے ان کا کیا ذریعہ معاش ہے؟ ان کا گذارہ بھی تو جبری چندوں ہی پر ہے جس کو ٹیکس کہتے رہے ہیں۔ میرا یہ جواب سنکر وہ بالکل ٹھنڈے ہو گئے۔

الحق بلڈنگ

بمبئی میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ایک جائیداد ہے جس کا نام "الحق بلڈنگ" ہے۔ یہ بلڈنگ دار التبلیغ کے طور پر استعمال ہوتی ہے یہاں اکثر غیر ملکی مہمان آتے رہتے ہیں۔ اور بسا اوقات اندرون ملک سے بھی احباب آتے ہیں اور وہ چار دن قیام کر کے چلے جاتے ہیں۔ تبلیغی اعتبار سے اس بلڈنگ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

تحریک جدید

بمبئی میں بہت سے مذہبی، نیم مذہبی ادارے ہیں۔ انہی میں ایک ادارہ ہے۔ این۔ سی کارپوریشن۔ اس ادارے کے بانی کا یہ دعوے ہے کہ یہ ادارہ مشیت الٰہی کے ماتحت قائم کیا گیا ہے۔ یہ اپنے کو صاحب وحی و الہام کہتے ہیں۔ اس ادارے کے ممبر اور کارکن معاہدہ و شرائط کے اعتبار سے جماعت احمدیہ کے واقفین زندگی سے ملتے جلتے ہیں اس ادارہ کا مقصد ہے "دولت کی منصفانہ تقسیم"؟

ایک دن میں MAY FAIR HALL مے فیئر ہال میں اس ادارے کے بانی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ کارپوریشن کے کارکنوں کی فراہمی کا سوال آ گیا۔ انہوں نے کہا کہ اس کے کارکن بہت مشکل سے ملتے ہیں۔ میں نے وجہ دریافت کی تو کہنے لگے کہ آجکل دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے کتنے ہیں؟ اس وقت میں نے جماعت کی "تحریک جدید" کا ذکر کیا۔ اور بتایا کہ جب ہمارے امام عالی مقام طول اللہ عمرہٗ نے وقف زندگی کی تحریک کی تو کس طرح جماعت کے افراد نے لبیک کہی۔ انہوں نے اس گفتگو میں بہت ہی دلچسپی لی۔ اور کرید کرید کر تحریک جدید کے حالات پوچھے۔ میں نے انہیں تحریک جدید کے انیس مطالبات کی تفصیل بتائی۔ اور جب یہ بتایا کہ دفتر اول کے "پانچ ہزاری مجاہدین" کے نام اور چندوں کی رقوم کتابی شکل میں شائع ہو گئی ہیں۔ تو انہوں نے بڑے اشتیاق کا اظہار کیا کہ کم سے کم اس کتاب کا درشن ہی کرا دیجئے۔ میں نے دوسرے دن انہیں وہ کتاب دکھائی۔ وہ اس کی ضخامت دیکھتے ہی چونک اٹھے کہ کیا اتنے آدمیوں نے "تحریک جدید" میں حصہ لیا ہے۔ میں نے کہا یہ تو "دفتر اول" کے مجاہدین ہیں اب تو سارے کے سارے احمدی اس تحریک میں حصہ لے رہے ہیں۔ اگر ان سبھوں کے نام شائع کئے جائیں۔ تو شاید سارا MAY FAIR HALL ہی بھر جائے۔ اس پر وہ بہت ہنسے اور بہت دیر تک "تحریک جدید" کی جزئیات پوچھتے رہے۔

میں نے اس جگہ لگے ہاتھوں "تحریک وصیت" کا بھی ذکر چھیڑ دیا اور کہا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دولت کی مناسب تقسیم کے لئے یہ تحریک جاری فرمائی ہے۔ تو انہوں نے سب سے پہلا سوال یہ کیا کہ کیا انہیں بھی اس بات کا خیال آیا تھا؟ اس زمانے میں تو کمیونزم کو کوئی فروغ حاصل نہیں ہوا تھا۔

تحریک وصیت

میں نے اس کے جواب میں ایک لمبی گفتگو کی۔ اور کہا کہ انبیاء کی اس قسم کی تحریکوں کی بنیاد تو "ابدی صداقتوں کے اصول" پر ہوتی ہے۔ وہ کسی خارجی تحریک سے متاثر ہو کر محض "ردعمل" کے طور پر ایسی تحریک نہیں کرتے۔ میں نے جب انہیں چندہ وصیت اور اس کے مصارف کی تفصیل بتائی اور کہا کہ ہم اسکے ذریعہ دنیا میں ایک مثالی معاشرہ قائم کرنا چاہتے ہیں تو وہ بہت دیر تک سر جھکائے کچھ سوچتے رہے جیسے ان کی عادت ہے۔

اسلام اور کمیونزم

یہاں میرے ملاقاتیوں میں ایک عیسائی عالم مسٹر فرانسس بھی ہیں۔ کئی زبانوں کے عالم بھی ہیں۔ اور ہر موضوع پر گفتگو کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ وہ سفارت خانہ روس سے میرے پاس کچھ لٹریچر آیا۔ ان میں ایک کتابچہ ترکستان کے متعلق بھی تھا وہ یہ دیکھ کر کہنے لگے۔ روس مذہب کا بڑا دشمن ہے اور مذہب کے خلاف بڑا منظم حملہ کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اشتراکیت کی جو برکات ہیں ان سے ابھی تک روسی مسلمانوں کو کوئی حصہ نہیں ملا۔ اگر مذہب کے ساتھ اشتراکیوں کا سلوک دیکھنا چاہیں تو روسی مسلمانوں کو دیکھنا چاہئے میں نے فوراً کہا۔ اور عیسائی؟ تو وہ فوراً بول اٹھے عیسائیت میں کیا دم رہ گیا ہے۔ دیکھتے نہیں یہ سب پہلے عیسائی ہی تھے مگر آج کمیونزم کے سربراہ اور سرپرست بنے ہوئے ہیں۔ یہ سنکر میں نے چھوٹتے ہی کہا کہ پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ کمیونزم کا مد مقابل اگر کوئی ہے تو مسلمان (اور اسلام) جیسے بلکہ ان نے بڑے نود سے طور پر کہا۔ انہیں کیا شک ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ مذہب اسلام میں اتنا جان ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اب مسلمانوں کو ایسی ہی اہمیت حاصل ہو گئی ہے کہ اشتراکیت [illegible]

اُمّ مظفر احمد ہسپتال سے عزیز مظفر احمد کے مکان میں آگئیں

طبیعت ابھی تک کافی کمزور ہے اور بے چینی بھی رہتی ہے

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی لاہور

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ کل بروز پیر بتاریخ ۱۹ ستمبر ۱۹۶۰ء کو ساڑھے دس بجے کے قریب ام مظفر احمد جالیس دن ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد ہسپتال سے فارغ ہو کر عزیز مظفر احمد کے مکان پر آ گئیں چونکہ ابھی کا زخم ابھی تازہ ہے اور کچا تھا اس لئے ایمبولنس کار میں لٹا کر انہیں آہستہ آہستہ عزیز مظفر احمد کے مکان میں لایا گیا سٹریچر کے ذریعہ اتار کر بستر پر پہنچا دیا گیا کہ زیادہ تکلیف ہوئی مگر الحمد للہ بخیریت کے ساتھ پہنچ گئیں۔

میں اس وقت پھر ایک دفعہ اپنے تمام مخلص دوستوں اور جماعتوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ام مظفر احمد کی تشویشناک بیماری میں دردمندانہ دعائیں کیں اور مومنانہ اخوت کا زبردست ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین اجر سے نوازے اور دین و دنیا میں ان کا حافظ و ناصر ہو اور سب سے بڑھ کر پیارا دل جو آسمانی آقا کے شکر سے معمور ہے جس نے ہماری دعاؤں کو سنا اور اپنی بے انداز رحمت سے نوازا۔

چونکہ ام مظفر احمد کی طبیعت ابھی تک کافی کمزور ہے اور بے چینی بھی رہتی ہے اور چار پانچ ماہ تک کام کرنے کے قابل نہیں ہو سکتیں اور ان کا زخم بھی پوری طرح ابھی مندمل نہیں ہوا۔ اس لئے احباب جماعت کو مزید دعائیں جاری رکھنی چاہئیں اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہو۔ خاکسار مرزا بشیر احمد لاہور ۲۰ ستمبر ۱۹۶۰ء

(الفضل ۲۴-۹-۶۰)

بھدرواہ میں غیر مبائع دوستوں کی مسئلہ نبوت میں ناکامی

خواجہ غلام نبی صاحب گوکی ایم اے ایل ایل بی وکیل عدالتہائے بھدرواہ کا منصفانہ فیصلہ

از مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب ثانی صدر جماعت احمدیہ بونجہ و شیعد وہ

گذشتہ دنوں جب مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی بھدرواہ تشریف لائے تو ایک غیر مبائع دوست چوہدری غلام مصطفیٰ صاحب نے اُن سے حضرت اقدسؑ کے دعویٰ نبوت پر تبادلۂ خیالات کی خواہش کا اظہار کیا جس کو امینی صاحب نے قبول فرمایا۔ چنانچہ دوسرے دن یہ مباحثہ بخیر و خوبی وقوع میں آیا اور اس مباحثہ میں خواجہ غلام نبی صاحب گوکی موصوف نے فرائض ثالثی انجام دیئے۔ چنانچہ اس مباحثہ کی تفصیلی رپورٹ اخبار بدر مجریہ ۲۱ جولائی ۱۹۶۰ء میں شائع ہو چکی ہے۔ رپورٹ شائع ہونے کے بعد حیدر آباد دکن سے شیخ انعام الحق صاحب نے چوہدری صاحب کو شدید ڈانٹ لکھی ہے کہ آپ نے امینی صاحب سے مسئلہ نبوت پر مباحثہ کی کیوں خواہش کی؟ جیسا کہ اخبار میں مرقوم ہے کہ

"بھدرواہ میں چوہدری غلام مصطفیٰ صاحب غیر مبائع دوست ہیں انکی خواہش پر نبوت مسیح موعود علیہ السلام پر مسلسل تین گھنٹے گفتگو ہوئی۔ . . ." (بدر مجریہ ۲۱ صفحہ ۱ کالم ۲)

چنانچہ ۱۸ اگست کا واقعہ ہے کہ بازار میں بھدرواہ میں زیر اہتمام نیشنل کانفرنس یوم آزادی کی خوشی میں دنگل قرار پایا تھا میں بھی مکرم ملک عبدالرحمن صاحب احمدی کی دکان سے پہلوانوں کی کشتی کا نظارہ دیکھ رہا تھا کہ چوہدری غلام مصطفیٰ صاحب غیر مبائع نے نہ جانے مجھے کہاں سے دیکھ لیا۔ اور فوراً میرے پاس آکر کہا کہ

"مجھے حیدر آباد دکن سے شیخ انعام الحق صاحب نے اخبار بدر میں امینی صاحب کی رپورٹ کا cutting بھیج کر میرا جواب طلب کیا ہے کہ گویا میں نے ہی امینی صاحب سے مسئلہ نبوت پر بحث کرنے کی خواہش کی ہے۔ حالانکہ میں نے کوئی خواہش ظاہر نہیں کی۔ یہ امینی صاحب کی صریحاً مبالغہ آمیزی ہے جو کہ تبلیغ کی شان کے خلاف ہے وغیرہ وغیرہ۔"

چنانچہ میں نے محسوس کیا کہ چوہدری صاحب کے بے موقعہ و بے محل بحث چھیڑنے کا کوئی خاص مقصد ہے۔ اور دراصل یہ اس موقعہ پر پبلک کو مکرم امینی صاحب کے نیک تاثرات سے متنفر کرنے کی لاطائل سعی سے اپنی گذشتہ پشیمانی پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ ورنہ اس رپورٹ کو مجھ تک پہنچانے کے اور بھی مواقع تھے۔ جبکہ چوہدری صاحب دن میں کئی دفعہ ملتے رہتے ہیں تاہم میں نے کوشش کی کہ اس فروعی بحث میں اس وقت نہ اُلجھوں کیونکہ عوام دنگل دیکھنے آئے ہیں ایسے وقت مذہبی بحث چھیڑنا نامناسب ہے۔ چنانچہ میں نے نہایت نرم لہجہ میں اُن سے کہا کہ میری تحقیقات و علم میں تو مکرم امینی صاحب کی رپورٹ مبنی بر صداقت ہے ہاں اگر آپ کو اب کوئی اعتراض ہے تو آپ بھی اخبار پیغام صلح میں تردید کر دیں۔ اس قسم کی گفتگو اس وقت زیب نہیں دیتی مگر چوہدری صاحب زیادہ ہی شوخ لہجہ میں مکرم امینی صاحب کے خلاف "غلط بیانی" اور "مبالغہ آمیزی" کے نارواالفاظ بار بار دہرانے لگے حتیٰ کہ نزدیک کے تماشائیوں کی توجہ ہماری گفتگو کی طرف ہو گئی۔ سو میں نے بھی چوہدری صاحب کو کہا کہ حق شناس طبقہ کے ذہنوں میں امینی صاحب کے تاثرات جذب ہو چکے ہیں جن کو مٹانا اب آپ کے مقدور میں نہیں اور نہ اب آپ کے چہرہ پر سے وہ داغ دھل سکتے ہیں۔ جو امینی صاحب سے بحث کر کے لگ چکے ہیں۔ کیونکہ زیر بحث مسئلہ میں مکرم امینی صاحب نے ایک غیر جانبدار منصف سے بھی سند حاصل کی ہے۔ چوہدری صاحب نے میری حق گوئی کی تاب نہ لا کر اپنا اس طرح ذہن کھو دیا کہ مزید ایک نئے قسم کا جھوٹ گھڑنے پر مجبور ہو گئے اور کہنے لگے کہ آپ کو اپنی جگہ یہ ناز ہو گا کہ گوکی صاحب نے کہا تھا کہ میں نے قادیانیوں کا خوب مذاق اڑایا ہے۔ آپ کے دلائل مضبوط اور برجستہ اور مضبوط ہیں مگر میں تو ان کی طرف ہو رہا تھا۔" اور مطلب یہ کہ اسی بیان کو چوہدری صاحب بار بار دہراتے تھے تاکہ عوام کو غلط فہمی لگ جائے کہ واقعی یہ احمدیوں کا پروپیگنڈا ہو گا۔ آخر میں نے کہا کہ چوہدری صاحب اگر آپ قرآن ہاتھ میں لے کر بھی کہیں کہ گوکی صاحب نے مجھے ایسا کہا۔ تو بھی میں یقین نہیں کروں گا۔ کیونکہ سب جانتے ہیں کہ گوکی صاحب وکیل ہونے کے علاوہ تحصیل نیشنل کانفرنس کے پریذیڈنٹ بھی ہیں اور وہ اپنی ذمہ داریوں کو آپ سے بدرجہا بہتر سمجھتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ انہوں نے سرِعام امینی صاحب کے حق میں فیصلہ دیا ہے جس سے وہ سرِمو انحراف نہیں کر سکتے۔ آپ کے بیان سے وہ دھوکہ باز ثابت ہوتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اور یہ آپ کی اپنی ذمہ داری ہے۔ ہم کل ہی انہیں آپ کے اس پروپیگنڈا سے آگاہ کر دیتے ہیں۔ دیکھیں گے وہ کس طرح سے آپ کو جھوٹا ثابت کریں گے۔

چوہدری صاحب نے اپنے غلط کلام کی صحیح تعبیر پا کر محسوس کیا کہ کہیں اب گوکی صاحب بھی ناراض نہ ہوں فوراً رُخ بدلا۔ اور کہا کہ "نہیں نہیں میں نے ہرگز یہ نہیں کہا کہ گوکی صاحب نے مجھے کہا۔ البتہ اُن کی گفتگو سے میں نے معلوم کیا کہ وہ دراصل امینی صاحب کا مذاق اُڑا رہے تھے۔" اس پر تمام مجمع نے بیک زبان قہقہہ لگایا اور سامعین نے اُن کی غلط بیانی کا مضحکہ اُڑایا مگر معاملہ کو درگذر کرنے کی استدعا کی میں نے فوراً ہی اُن کے ابتدائی جھوٹ کا بخیہ اُدھیڑ کر واقعات کی روشنی میں بدلائل ثابت کیا کہ فی الواقعہ مندرجہ رپورٹ کے مطابق اس بحث کی خواہش چوہدری صاحب نے کی ہے۔ جب کہ وہ خود کتابیں بغل میں دبا کر امینی صاحب کی تلاش میں دو گھنٹے سرگرداں رہے اور موقعہ پر بذاتِ خود پندرہ پندرہ منٹ وقفہ سے بات چیت کرنے کی درخواست کی۔ اور اس طرح سے چوہدری صاحب نا چار اپنے ڈیرہ پر چلے گئے اور عوام نے محسوس کیا کہ جو شخص بازار میں غلط بیانی کی جرأت کر سکتا ہے تو وہ امینی صاحب کے خلاف بہتان تراشی سے بھی کب ہچکچائے گا۔

میں نے دوسرے دن صبح ہی جناب گوکی صاحب کی خدمت میں تحریری درخواست بھیجی کہ براہِ مہربانی مباحثہ مابین امینی صاحب و چوہدری صاحب سے جو آپ نے اپنی رائے قائم کی ہے اُس سے مجھے تحریری مطلع فرمائیے۔ چنانچہ محترم گوکی صاحب نے مجھے بذاتِ خود حاضر ہونے کا پیغام دیا۔ لہٰذا حکم ملتے ہی جب میں اُن کے دولت کدہ پر پہنچا۔ تو دورانِ گفتگو پتہ چلا کہ چوہدری صاحب نے مجھ سے پہلے ہی گوکی صاحب پر دوستانہ دباؤ ڈال کر سرتوڑ کوشش کی ہے کہ وہ اپنے سابقہ فیصلہ سے منحرف ہو کر امینی صاحب کی مندرجہ رپورٹ کی تردید کریں۔ مگر حق پسند منصف نے چوہدری صاحب کی اس غیر معقول تجویز پر عمل کرنے سے انکار کیا ہے۔ بلکہ احمدیت کا دعویٰ کرنے والے غیر مبائعین کی ایمانی کمزوری اور غلط ترجمانی کرنے کا افسوس بھی کیا ہے بالآخر میری درخواست کو منظور فرما کر جناب گوکی صاحب نے اپنی حق گوئی کا زندہ ثبوت دیتے ہوئے بدستخط خود مجھے اس مباحثہ کے صحیح نتیجہ کے متعلق ایک تحریر لکھ دی جس کے ملاحظہ سے چوہدری صاحب کی تمام کذب بیانیوں کا صحیح نوٹس سامنے آ جاتا ہے اصل فیصلہ میرے پاس موجود ہے۔ جس کی نقل حرف بحرف اس جگہ درج کرتا ہوں تا انصاف پسند لوگ منکشف ہوں کہ اس معاملہ کی حقیقت کیا ہے۔ سو وہ نقل درج ذیل ہے:-

مکرمی جناب ثانی صاحب

السلام علیکم۔ مکرمی چوہدری غلام مصطفیٰ صاحب رکن جماعت احمدیہ (لاہور) بندہ کے پاس آئے اور مجھے تحریر دکھائی۔ جو مولوی امینی صاحب کے تعصبانہ بیان شائع شدہ اخبار "بدر" کی نقل تھی۔ اور اصرار کیا کہ میں اپنے متعلق حصۂ بیان کی تردید کروں۔ اس سلسلہ میں آپ کا خط بھی معرضِ وصول میں آیا بسائل دینی پر لازم آتا ہے کہ ایک کلمہ گو کی حیثیت سے میں اپنے تاثرات نسبت مباحثہ مابین امینی صاحب و چوہدری صاحب بلا کم و کاست ظاہر کروں۔ مگر سب سے پہلے میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ میں جماعت احمدیہ کے کسی بھی فرقہ کے مذہبی عقائد نسبت دعوئے نبوت یا مجددیت یا محدثیت جناب مرزا صاحب کا شریک نہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی فریق مجھے واسطہ دار یا جانبدار تصور کرے۔

دوسری چیز جو میری نسبت وضاحت طلب ہے وہ یہ ہے کہ میں مذہبی تحقیقات و علم میں نہایت ہی فرد مایہ ہوں میرے خیالات اور تاثرات کو صرف علم الکلام (Rationalism) پر ہی زیادہ محمول کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کر میرے ایمان کو میرے اقوال سے گزند پہنچے۔

جہاں تک مباحثہ زیر غور کا تعلق ہے میں اس میں حاضر تھا۔ مباحثہ غالباً میرے پہنچنے سے کچھ منٹ قبل شروع ہو چکا تھا۔ ... الا بندہ کے پہنچنے پر حاضرین مجلس کی طرف سے اصرار ہوا کہ بندہ بحیثیت منصف اپنی رائے ظاہر کرے۔ بندہ نے ہر چند اپنی علمی نارسائی کا اظہار کیا۔ لیکن حاضرین مصر رہے۔ چنانچہ میں نے اعلان کیا کہ میں ایک پیشہ ور وکیل کی حیثیت سے بحث فریقین سنوں گا۔ اور جو کچھ میں بحث ...

-:(درخواست دعا):-

مکرم محمد امین نسیم صاحب کلگبوری امسال بیک وقت ایم اے اور لاء (LAW) کے امتحان میں شامل ہو رہے ہیں۔ موصوف کی امتحان میں اعلیٰ نمبروں پر نمایاں کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

کے نقطۂ of President نظر سے مجھے اپیل کرے گا۔ میں رائے دے دوں گا۔ الغرض مباحثہ نہایت فاضلانہ انداز میں ہوا۔ اور مرزا صاحب کی اپنی تحریرات کو وجہ ثبوت میں پیش کیا گیا۔ مزید طور پر میری تشفی تو ایک ناواجب سی بات ہے اللہ جہاں تک دلائل پیش کردہ مباحثین کا تعلق ہے تو مرزا صاحب کی آخری تحریر محررہ ۲۳ر مئی ۱۹۰۸ء از لاہور۔ مجریہ اخبار عام ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو بحیثیت وکیل کے میں نے مرزا صاحب کی آخری رولنگ سمجھا۔ چنانچہ میں نے جناب چوہدری صاحب کو کہا کہ چونکہ یہ تحریر زیر نزاع ہے آپ نے غلط یا صحیح نبوت کا دعویٰ لیا ہے۔ خواہ وہ کسی قسم کی نبوت ہو میں اس وقت آپ کی دوستی کا حق ادا نہ کرسکوں گا اور اس پر مجلس مباحثہ برخاست ہوئی اور چوہدری صاحب بندہ کے ہمراہ ہوئے راستہ میں چوہدری صاحب نے مجھے اپنا ہم خیال کرنے کی غرض سے اپنے دلائل کو دہرانا شروع کیا۔ میں نے قطع کلامی کرتے ہوئے ان سے عرض کی کہ آپ جیسے نیک اور باعمل مسلمان کو مرزا صاحب کی نسبت عقائد میں نفی یا اثباتی مگر Radical تبدیل کرنی چاہیئے۔ آگے آپ جانئے اور اللہ جانے۔ اگر نبی کا دعوے کفر ہے تو پھر آپ احمدی نہیں ہیں۔ خدا آپ کے ایمان کی محافظت فرمائے۔

غلام نبی گرنی ایم۔ اے

" دستخط بحرف ا۔دو ۶۰-۸-۱۸

یہ ہے خواجہ غلام نبی صاحب گرنی کا فیصلہ جس کی نسبت چوہدری صاحب (صدر) پیشے تھے۔ کہ انہوں نے اپنے صاحب کے حق میں کوئی فیصلہ نہیں دیا۔ مگر چوہدری صاحب کو یاد ہوگا کہ بانار والی بحث میں شیخ محمد ایوب صاحب ایم۔ اے انگلش لیکچرار کالج پونچھ بھی موجود تھے۔ چنانچہ اسی وقت بندہ نے حضرت کے زیر بحث تحریرات جو کہ گرنی صاحب کے مطالعہ میں تھیں صاحب نے لا اعلمی پر شیخ صاحب موصوف کو مطالعہ کے لئے دیں۔ دوسرے دن شیخ صاحب سے بھی بندہ نے اپنے مطالعہ کے نتیجہ کا استفسار کیا۔ چنانچہ انہوں نے بھی حسب ذیل سطور ارسال فرما کر حق شناسی کا ثبوت دیا۔ ناظرین کرام کے اضافۂ معلومات کی خاطر وہ عبارت بعینہٖ درج ذیل ہے۔

• محترم جناب خان صاحب

السلام علیکم۔ کل شام کے ساڑھے سات بجے آپ کی بڑی گفتگو جناب چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب سے ہوئی تھی۔ اس سلسلہ میں میں نے جن کتابوں کا مطالعہ کو دیکھ کر جناب غلام نبی صاحب گرنی نے اپنا فیصلہ صادر فرمایا ان کتب سے بالکل ظاہر ہے کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ نبوت کا ہے۔ نہ کہ مجدد ہونے کا۔ محررہ ۱۹ــ۸ــ۶۰

فقط والسلام

آپ کا محمد ایوب لیکچرار"

(دستخط بحروف اردو)

کیرنگ میں سیرت النبیؐ کا جلسہ

(بقیہ صفحہ ۲)

صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور درثمین سے نعت رسول اللہ صلے اللہ کے بعد پہلی تقریر جناب شیخ مکرم علی صاحب نے کی آپ نے باوضاحت بیان کیا کہ آپؐ نے کس طرح رسائل الہٰی کے دقائق بتائے اور ان پر عمل کرکے دکھایا اس عملی نمونہ کا اثر تھا کہ وحشی صفت لوگ چند سالوں کی تربیت کے ساتھ باخدا انسان بن گئے۔ آپ نے بتایا کہ صرف مذہب اسلام ہی ہے جس کی پاک تعلیمات پر چل کر اب وقت ایک انسان خدا تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کرسکتا ہے۔ اس کے بعد جناب منشی ضیاء الدین خان صاحب نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ایک نظم مع اردو ترجمہ سنائی۔ دوسری تقریر جناب مولوی شیخ ظاہر الدین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نے کی۔ آپ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں کے لئے نمونہ ہیں۔ چنانچہ جب ہم حضور کی مبارک سوانح حیات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو اس حقیقت کا صاف اقرار کرنا پڑتا ہے۔ فی الواقع حیات انسانی کا کوئی شعبہ نہیں جس میں آپؐ کا مقدس نمونہ موجود نہ ہو۔ اسی سلسلہ میں آپ نے تاریخ سے بعض مثالیں عمدہ پیرایہ میں بیان کیں۔ سب حاضرین نے بڑی دلچسپی سے ... آخر میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان افراد کے لئے خصوصیت سے دعا کی تحریک کی جو اس وقت صاحب فراش ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب کو شفائے کاملہ عطا فرمائے اس طرح اجتماعی دعا کے بعد ۹½ بجے رات یہ مبارک جلسہ ختم ہوا۔ جلسہ میں حاضرین بفضلہ تعالیٰ اچھی تھی علاوہ احمدی احباب کے بعض غیر مسلم بھی جلسہ میں شریک ہوئے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

خاکسار محسن خان دیہاتی مبلغ مقیم کیرنگ۔

اخبار بدر کے قلمی معاونین کی خدمت میں

اخبار بدر میں اشاعت کے لئے اپنے مضامین اور تبلیغی رپورٹیں ہمیشہ کاغذ کے نصف حصہ پر صاف تحریر میں لکھ کر بھیجا کریں افسوس ہے کہ نوآموز مقالہ نویس اور نامہ نگار حضرات اس بات کا خیال نہیں رکھتے جس کی وجہ سے ایسے مضامین اور اطلاعات کو قابل اشاعت بنانے میں بڑی دقت پیش آتی ہے۔ باریک اور گنجان تحریر یا موصولہ مضامین یا رپورٹیں اگر کسی وقت شریک اشاعت نہ ہوں تو اس پر شکوہ نہ کیا جائے ۔ (ایڈیٹر)

تقریب رخصتانہ و درخواست دعاء

مورخہ ۲۸ر اگست ۱۹۶۰ء بروز اتوار بعد نماز عصر امتہ السلام صاحبہ بنت مکرم ملک محمد شفیع صاحب مرحوم لائلپوری کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ ان کا نکاح ۸ر نومبر ۱۹۵۹ء کو مکرم محمود احمد صاحب سعید فاضل واقف زندگی کے ساتھ مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر نے لائلپور میں پڑھا تھا۔ تقریب رخصتانہ میں مقامی احباب کے علاوہ ربوہ سے بھی احباب شریک ہوئے۔ اور مکرم چوہدری محمد شریف صاحب مبلغ بلاد عربیہ نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرائی۔ احباب جماعت اور درویشان قادیان دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر طرح خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔
خاکسار ملک لطیف احمد سرور ابن ملک محمد شفیع صاحب مرحوم لائلپوری۔

ولادت

مورخہ ۹/۹/۶۰ کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے دوسرا لڑکا عطا فرمایا۔ نام اقبال احمد تجویز کیا گیا۔ نومولود حضرت سید علی احمد صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ انبالوی کا پوتا ہے۔ بزرگان سلسلہ و درویشان کرام سے نومولود کی درازیٔ عمر، خادم دین و قرۃ العین ہونے کی عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔
خاکسار سید اعجاز احمد شاہ عفی عنہ انسپکٹر بیت المال سلسلہ احمدیہ ربوہ

ماہنامہ "پاسبان" الٰہ آباد کے مضمون پر محققانہ تبصرہ

(بقیہ صفحہ ۶)

اخلاق کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جھگڑوں کا خاتمہ کرکے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہوگئی ہیں انکو ظاہر کروں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں اور سب سے زیادہ یہ کہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جواب نابود ہوچکی ہے اس کو دوبارہ قائم کروں ...." (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۳)

اس کے برعکس ہمارے مخالف مضمون نگار مذکورہ کو اصرار ہے کہ روحانی نہیں سیاسی ہادی کی ضرورت تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا جو روحانی پودہ لگایا جس کی شاخیں اب اقطار و امصار عالم میں پھیل چکی ہیں۔ جس کا ہمارے غیروں کو بھی اعتراف ہے کہ یہ حیرت انگیز طور پر ہو رہا ہے مضمون نگار مذکور کو اس سے تسلی نہیں وہ تو اس لیڈری کی سیاست پر اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی بنیاد رکھ کر مادی ترقی کے خواہاں ہیں۔
مولوی ابطالب دنیا نے جیفا ہو گئے
وارث علم پیمبر کا پتہ ملتا نہیں
(اہلحدیث ۳۱ر مئی ۱۹۱۶ء) (باقی)

مسٹر لوممبا اور دیگر وزراء کو تبلیغ اسلام

(بقیہ صفحہ اول)

کتب بطور تحفہ پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آپ ان کا بوقت فرصت ضرور مطالعہ فرمائیں گے اور ضرور اسلام کی تعلیم اور اسلام کے بانی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر توجہ اور خلوص نیت سے غور فرمائیں گے اور ہماری طرف سے پیش کردہ ان مقدس تحائف کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے کیونکہ ہم نے آپکے عالی مقام اور آپکی اہمیت کی قدر و احترام اور آپکی ہمدردی کے پیش نظر آپکی خدمت میں آسمانی بادشاہت کی یہ خوشخبریاں اور روحانی تحائف پیش کرنے ضروری سمجھے ہیں ظاہر ہے کہ جمہوریت کانگو کے پہلے وزیر اعظم اور قوم کے لیڈر کی حیثیت سے آپ کو اب کئی قسم کے سیاسی، سوشل اخلاقی اور مذہبی معاملات و مشکلات وہ پیش آئینگے۔
(الفضل مورخہ ۱۸/۸ء)

درخواست دعا میری اہلیہ کی طبیعت علیل ہے تمام احباب جماعت اور درویشان قادیان سے صحت کاملہ عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام و احمدیت کی زیادہ سے زیادہ خدمت بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ شیخ محمد اسلم مبلغ سالٹ من۔

چندہ تحریک جدید

تحریک جدید کا مالی سال ختم ہونے والا ہے اور احباب جماعت کے ذمہ ابھی بہت سے وعدہ جات کی رقم واجب الادا ہے دفتر ہذا کی طرف سے بار بار تحریک بھجوائی گئی ہے۔ اور یاد دہانی بھی کروائی گئی ہے۔ نیز ہفتہ تحریک جدید بھی منایا گیا ہے لیکن بعض احباب نے اس طرف کما حقہ توجہ نہیں فرمائی۔ ایسے افراد کو فوری توجہ کرنی چاہیئے کیونکہ انہوں نے چندہ تو ادا کرنا ہی ہے۔ لیکن دیر سے ادا کرنے میں ان کے ثواب میں کمی ہو جائے گی۔ چنانچہ بار بار کی تحریک اور توجہ دلانے کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

"یہ طریق (بار بار توجہ دلانا) بھی انسان کے لئے ثواب کی کمی کا موجب ہوتا ہے اور یوں بھی یہ کوئی اچھی بات نہیں کہ انسان اپنے بیوی بچوں کا پیٹ کاٹ کر چندہ بھی دے اور پھر ذرا سی غفلت سے اس کے ثواب میں کمی آجائے اور اس کی سستی سلسلہ کے لئے پریشانی کا موجب بن جائے پس ہر شخص کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وعدے کے بعد جلد سے جلد اپنے وعدے کو پورا کردے۔ اسی طرح وہ لوگ جن کے ذمہ گزشتہ سالوں کا بقایا رہتا ہے انہیں بھی اپنے بقائے صاف کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہیئے"

وکیل المال تحریک جدید قادیان

تبدیلی پروگرام دورہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد فاضل انسپکٹر بیت المال!

مندرجہ ذیل جماعتہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد فاضل انسپکٹر بیت المال سفر میں [illegible] علالت طبع کے باعث قریباً ایک ہفتہ اپنے سابقہ پروگرام سے لیٹ ہو گئے ہیں اب وہ درج ذیل پروگرام کے مطابق جماعتوں میں پہونچ رہے ہیں امید ہے کہ احباب جماعت اور عہدیداران اُن سے معائنہ حسابات و وصولی چندہ جات کے سلسلہ میں پورا پورا تعاون فرمائیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	کیفیت
۱	مونگھیر	۲۷ ۹/۶۰	۲	۲۹ ۹/۶۰	
۲	اوریں	۲۹ "	۱	۳۰ "	
۳	چک مسکن	۳۰ "	۱	۲ ۱۰/۶۰	
۴	خانپور ملکی	۲ ۱۰/۶۰	۳	۵ "	
۵	بلاری	۵ "	۲	۷ "	
۶	بھاگلپور	۷ "	۲ "	۹ "	
۷	برہ پورہ	۹ "	۲ "	۱۱ "	
۸	رانچی	۱۲ "	۱ "	۱۳ "	
۹	جمشید پور	۱۳ "	۲ "	۱۵ "	
۱۰	موسی بنی مائینز	۱۵ "	۴ "	۱۹ "	
۱۱	میوبھنڈار	۱۹ "	۱ "	۲۰ "	
۱۲	کلکتہ	۲۱ "	۵	۲۶ "	
۱۳	بھرت پور	۲۷ "	۲	—	

پتہ مطلوب ہے

مکرم عبدالحق صاحب ولد عبد الرحمن صاحب ساکن رضور جہلاں موصی ۱۶۲۴ جس جگہ بھی ہوں اپنے پتہ سے دفتر کو اطلاع دیں۔ اگر ان کے متعلق ۲

چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی جلسہ سے قبل ضروری ہے

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ احمدیت کے قیام کی اغراض کو پورا کرنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے اس مقدس اجتماع کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے ہی یہ چندہ جاری ہے۔ جس کی شرح ہر احمدی دوست کو سالانہ آمد کا ۱/۱۲۰ حصہ یا ایک ماہ کی اوسط آمد کا ۱/۱۰ حصہ بطور لازمی چندہ کے مقرر ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اس چندہ کی ادائیگی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:-

"چندہ جلسہ سالانہ شروع سال میں ہی ادا کرنا چاہیئے تاکہ جلسہ سالانہ کے لئے اجناس و دیگر سامان بروقت خرید لیا جائے۔"

اگر احباب جماعت حضور کے مندرجہ بالا ارشاد کو مدنظر رکھتے ہوئے مالی سال کے ابتداء میں چندہ جلسہ سالانہ ادا کردیں تو جلسہ کی ضروریات کی اشیاء بروقت اکٹھی اور سستی خریدی جاسکتی ہیں۔ اور اخراجات میں کفایت اور انتظام میں سہولت ہو سکتی ہے۔

جلسہ سالانہ کے انعقاد میں اب قریباً تین ماہ باقی ہیں۔ لیکن اکثر جماعتوں کی طرف سے اس مد میں چندوں کی آمد کی رفتار تاحال بہت سست اور غیر تسلی بخش ہوئی ہے اور گذشتہ سالوں کا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ جو احباب سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ابتدائی مہینوں میں چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی میں غفلت سے کام لیتے ہیں۔ اور جلسہ سالانہ سے قبل اس کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں دیتے اُن کے ذمہ مالی سال کے آخر تک یہ چندہ بقایا رہتا ہے۔

ہذا ضروری ہے کہ جملہ احباب جماعت اور عہدہ داران چندہ سالانہ کی ادائیگی کی طرف فوری طور پر متوجہ ہوں تاکہ جلسہ سے قبل ہر جماعت کی صد فی صدی وصولی چندہ ممکن ہو سکے۔

مبلغین صاحب کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں اس چندہ کی بروقت ادائیگی پر زور دیں اور کوشش فرمادیں کہ جماعت کے ہر فرد کے چندہ کی وصولی جلد سے جلد کر کے رقم جلسہ سے قبل مرکز میں پہونچ جائے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمام احباب کو فرض شناسی کی توفیق بخشے اور ہم سب کا حافظ و ناصر رہے۔ آمین۔

(ناظر بیت المال قادیان)

ہفتہ تحریک وصیت

دفتر وصیت اکتوبر کے آخری ہفتہ میں (جو ۲۴ ۱۰/۶۰ سے شروع ہو رہا ہے) ہفتہ وصیت منا رہا ہے۔ عہدیداران جماعت اور مبلغین سے گذارش ہے کہ وہ اپنی جماعت میں ہفتہ وصیت منانے کے لئے ابھی سے تیاری شروع کردیں۔

ہفتہ شروع ہونے سے قبل عہدیداران اور مبلغین کرام کو چاہیئے کہ وہ حسب ضرورت دفتر سے فارم وصیت منگوالیں

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

جس کسی دوست کو علم ہو کہ وہ کس جگہ رہائش پذیر ہیں تو ان کے مکمل پتہ سے دفتر کو مطلع فرمائیں ممنون ہوں گا۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

خبریں

نئی دہلی ۲۳ ستمبر۔ وزیر اعظم مسٹر جواہر لال نہرو اور صدر پاکستان فیلڈ مارشل ایوب کے کامیاب مذاکرات کے اختتام پر آج مشترکہ کمیونک دہلی اور راولپنڈی سے ایک ساتھ جاری کر دیا گیا۔ کمیونک میں کہا گیا کہ دونوں لیڈروں کے درمیان دوستانہ طریقہ پر اور صاف دلی کے ساتھ دوستانہ فضا میں مذاکرات ہوئے اور بہت سی باتیں طے پا گئیں۔ لیکن کشمیر کا مسئلہ ایک مشکل اور پیچیدہ مسئلہ ہے۔ لہذا اس کے تمام پہلوؤں پر احتیاط سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ بیان میں مزید کہا گیا ہے کہ دونوں لیڈروں نے بین الاقوامی مسائل پر غیر رسمی طور سے تبادلۂ خیالات کیا۔ دونوں ملکوں کی پہلی ضرورت یہ ہے کہ ان کے ذرائع کو تیزی سے ترقی دی جائے۔ تاکہ وہ اپنے عوام کا معیار زندگی بلند کر سکیں۔ سرحدی جھگڑے ختم ہونے اور نہری پانی معاہدہ طے پا جانے کے باعث آپس کی دوستی اور تعاون بڑھانے کا نادر اور بے مثال موقعہ ملا ہے دونوں ملکوں کی حکومتوں اور عوام کو چاہیئے کہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں اور باہمی دوستی کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ کمیونک میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ دونوں ملک پرانے زمانے کی جذباتی کشیدگی کو ختم کریں اور سماجی و اقتصادی ترقی کے مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

دونوں ملکوں کے تصفیہ طلب مالی معاملات کے متعلق اس بیان میں کہا گیا ہے دونوں وزراء نے اہلکاروں کو ان مسائل کو طے کرنے کے لئے باہم ملاقات کریں۔ دوسرے تصفیہ طلب معاملات پر بھی دونوں ملکوں کے وزراء کے درمیان ملاقات کی تجویز پیش کی گئی ہے۔

نئی دہلی۔ ۲۳ ستمبر۔ وزیر اعظم مسٹر جواہر لال نہرو پاکستان کے ۵ دن کے خیر سگالی دورہ کے بعد آج جب یہاں پہونچے تو پالم ہوائی اڈہ پر انہوں نے نامہ نگاروں کے سوالوں کے جواب میں کہا کہ وہ نہیں بتا سکتے کہ صدر ایوب خان کب ہندوستان آئیں گے۔ وہ آئندہ چند ماہ میں بہت مصروف رہیں گے۔ مگر اس بارہ میں کہ موصوف کو ہندوستان آنے کی باقاعدہ دعوت دی جا چکی ہے۔

نیویارک ۲۶ ستمبر۔ بھارت کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو جو اتحادی اقوام کی جنرل اسمبلی میں شرکت کرنے کے لئے ہوائی جہاز کے ذریعہ کل ساڑھے تین بجے بعد دوپہر (ہندوستانی وقت کے مطابق رات کے ۱۲ بجے) نیویارک پہنچے۔ آپ نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ وہ اتحادی اقوام کے سیکرٹری جنرل مسٹر ہیمر شولڈ کی بہت زیادہ قدر کرتے ہیں۔

نیویارک ۲۶ ستمبر۔ یہاں کے کئی ڈپلومیٹک حلقوں نے پنڈت نہرو کی نیویارک میں آمد کو انکی زندگی کا اہم ترین مشن قرار دیا ہے جو کہ دنیا میں امن قائم کرنے کے متعلق ہے پنڈت نہرو مشرقی اور مغربی ممالک کی کشیدگی سے اتحادی اسمبلی کے تباہ ہونے کا خطرہ ہے کو کم کرنے کے لئے بہت کوششیں کرنے والے ہیں۔ ان کے لئے شری کرشنا مینن ڈیفنس منسٹر میدان تیار کر چکے ہیں جو کہ اس سلسلے میں مسٹر خروشچیف مارشل ٹیٹو اور دنیا کے دوسرے سرکردہ ترین لیڈروں سے ملاقاتیں کر چکے ہیں۔ شری کرشنا مینن اس وقت جو کوششیں کر رہے ہیں۔ ان میں انہیں صدر ناصر اور صدر ٹیٹو کی حمایت اور مدد حاصل ہے۔

نیویارک ۲۶ ستمبر۔ بھارت کے وزیر اعظم پنڈت نہرو نے نیویارک میں اپنی آمد کا پہلا دن انتہائی مصروفیت میں گذارا۔ آپ کل رات نیویارک پہونچے تھے۔ آپ کی یہ مصروفیتیں اس امر کی مظہر ہیں کہ آپ اتحادی سبھا کو درپیش موجودہ کرائسس کے سلسلہ میں مختلف نقطہ ہائے نظر سے جلد از جلد واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس معاملہ میں رتی بھر دیر بھی گوارا نہیں کریں گے۔ آپ کا آج کا پروگرام حسب ذیل تھا

(۱) گھانا کے صدر ڈاکٹر اینکرومہ کے ساتھ صبح کے ناشتہ پر بات چیت (۲) دس بجے صبح اتحادی سبھا کے سیکرٹری جنرل مسٹر ہیمر شولڈ کے ساتھ بات چیت (۳) اس کے بعد جنرل اسمبلی کے نئے صدر مسٹر پولینڈ کے ساتھ ملاقات (۴) برطانوی وزیر اعظم مسٹر میکملن کے ساتھ دوپہر کا کھانا (۵) امریکی صدر جنرل آئزن ہاور کے ساتھ تین بجے بعد دوپہر ملاقات۔ (۶) ساڑھے چھ بجے شام یونائیٹڈ عرب ری پبلک کے صدر کرنل ناصر کے ساتھ بات چیت (۷) ساڑھے سات بجے شام وزیر اعظم روس مسٹر خروشچیف کے ساتھ بات چیت۔

واشنگٹن ۲۶ ستمبر۔ امریکہ کے ایٹم شکتی کمیشن کے سابق چیئرمین مسٹر ڈیوڈ اینفل نے کہا ہے کہ ہند اور پاکستان میں نہری پانی کا معاہدہ ایشیا کے معاملات میں ایک موڑ ہے۔ اس سے کشمیر کا مسئلہ طے ہونے کے لئے بھی راستہ صاف ہو گیا ہے۔ اور ایک یا دو سال میں یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ ہند اور پاکستان میں کشیدگی ختم ہونے اور خوشگوار تعلقات کا ایک اثر یہ بھی ہو گا کہ ایشیائی ممالک کا چین کی پیٹ میں آنے کا سلسلہ بند ہو جائے گا اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہو گا کہ دوسرے ممالک میں بھی اس کی تقلید کی جائے گی اور جنوبی امریکہ اور افریقہ کے مختلف دیشوں میں آج جو باہمی جھگڑے پائے جاتے ہیں وہ بھی ورلڈ بینک اور دوسروں کی مدد سے اسی طرح طے ہو سکیں گے۔ مسٹر اینفل ۱۹۵۱ء میں ہند اور پاکستان کے دورہ پر گئے تھے۔ اور واپسی پر انہوں نے ایک مضمون لکھا تھا کہ نہری پانی کا جھگڑا کس طرح طے کیا جائے۔ اب جو معاہدہ طے پایا ہے وہ ان ہی بنیادوں پر ہے۔

نیویارک ۲۶ ستمبر۔ مسٹر خروشچیف وزیر اعظم روس نے ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ روس تخفیف اسلحہ کے متعلق بات چیت کرنے کے لئے تیار ہے۔ لیکن اس بات چیت میں مشرقی اور مغربی ممالک کے علاوہ غیر جانبدار ملکوں کو بھی نمائندگی حاصل ہونی چاہیئے۔ آپ نے مزید کہا کہ اگر اتحادی اقوام کے سیکرٹری جنرل مسٹر ہیمر شولڈ کو علیحدہ کر کے ان کی جگہ ممبروں کی کمیٹی مقرر کرنے کے متعلق میری اپیل نہ بھی مانی گئی۔ تو بھی میں تخفیف اسلحہ کے متعلق بات چیت کرنے کو تیار ہوں گا۔ لیکن اس صورت میں روس ایک بین الاقوامی مسلح فوج قائم کئے جانے کو منظور کرنے سے انکار کر دے گا مسٹر خروشچیف نے کل بھی ایک پریس کانفرنس منعقد کی تھی۔ جس کے دوران میں انہوں نے یہ کہا تھا۔ کہ جب تک اتحادی اقوام کے سیکرٹری جنرل کے عہدہ کا مسئلہ صاف نہیں ہو جاتا۔ اس وقت تک تخفیف اسلحہ کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مسٹر خروشچیف کا مطالبہ ہے کہ سیکرٹری جنرل مسٹر ہیمر شولڈ کی جگہ ۳ اصحاب کا ایک کمیشن یا کمیٹی بنائی جائے جس میں مشرقی ممالک۔ مغربی ممالک اور غیر جانبدار ممالک کا ایک ایک نمائندہ ہو۔

لیوپولڈ ویل ۲۶ ستمبر۔ کانگو کے وزیر اعظم مسٹر لومومبا نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ وہ صدر کاساووبو کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کو تیار ہیں۔ آپ نے کہا میں اب بھی کانگو کا وزیر اعظم ہوں اور مجھے پارلیمنٹ میں اکثریت حاصل ہے۔ آپ نے مزید بتایا ایک ماہ تک نئے آئین کا مسودہ تیار ہو جائے گا۔ اور اس بارے میں لوگوں کی رائے لی جائے گی۔ آپ نے کہا کہ کرائسس کے فوری تصفیہ میں صدر کاساووبو کی طرف سے رکاوٹیں جاری ہیں۔

نئی دہلی ۲۶ ستمبر بھارت سرکار نے سابق پرتگیزی بستیوں دادرا اور نگر حویلی کے لوگوں کی منتخب پنچایت کی یہ درخواست منظور کر لی ہے کہ ان دونوں بستیوں کا نظم و نسق چلانے کیلئے بھارت سرکار کوئی ایڈمنسٹریٹر مقرر کرے۔ چنانچہ وہاں ڈپٹی کمشنر کے عہدہ کا ...